ماہنامہ ہیومن رائٹس پوسٹ کراچی

ہیومن رائٹس پوسٹ

کے ڈی اے کا کھویا ہوا وقار بحال کر کے رہوں گا، سمیع الدین صدیقی

کارکردگی پر حوصلہ افزائی معاشرتی سدھار کا اہم حصہ ہے، عامر فاروقی

سٹی ابزرور ویلفیئر فاؤنڈیشن کے جنرل سیکریٹری دلشاد غوری نے DIG ویسٹ کو شیلڈ پیش کی، امن کیلئے خدمات قابل ستائش قرار، اظہار تشکر

PCSIR ہائوسنگ سوسائٹی اسکیم 33

ایڈمنسٹریٹر کا ایک ارب روپے کا گھوٹالہ

نیب، اینٹی کرپشن، خاموش تماشائی، وزارت کو آپریشن ایڈمنسٹریٹر اعجاز شاہ کی سرپرست و حصہ دار

تہلکہ خیز انکشافات

Regd.SS-No.1260

آڈٹ بیورو آف سرکولیشن سے باقاعدہ تصدیق اشاعت

ABC CERTIFIED

انسانی حقوق پر پاکستان کا پہلا جریدہ

WWW.HRPOSTPK.COM

مسلم لیگ (ن) کی 5 سالہ حکومت، ریکارڈ قرضوں کا بوجھ

کیا سپریم کورٹ اس اندھیر نگری کا نوٹس نہیں لے گی

ملک میں دودھ کی لہریں نکالنے لوڈشیڈنگ کو جڑ سے ختم کرنے اور تعمیر و ترقی کے سنہرے خواب دکھا کر ہمیشہ حکومت کرنے والی مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے پاکستان کو اندرونی اور بیرونی قرضہ جات میں کس طرح ڈبو دیا ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اپنے گزشتہ ساڑھے چار سالوں میں ریکارڈ قرضے حاصل کرنے کے بعد حکومت اپنے آخری مالی سال کے لئے مزید ریکارڈ 13 بلین ڈالر کے قرضے لینے کی منصوبہ بندی کر رہی ہے تاکہ یہ ملک اس کے اقتدار کے بعد دیوالیہ پن کر دہلیز پر کھڑا ہو جائے۔

اخبار ایکسپریس ٹریبون کی ایک رپورٹ کے مطابق مسلم لیگ (ن) کی حکومت 2018-19 کے مالی سال کے 13 بلین ڈالر قرضہ لینے کے اس پروگرام کا اعلان 27 اپریل کو کرے گی۔ اگر اس منصوبہ پر عمل درآمد ہوگیا تو پاکستان کی 71 سالہ تاریخ میں یہ ایک سال کے دوران لئے جانے والا سب سے بڑا قرضہ ہوگا، جبکہ یہ حکومت سال 2016-17 میں پہلے ہی 10.6 بلین ڈالر کا قرضہ حاصل کر چکی ہے۔ ابھی تک اس بات کی تصدیق نہیں ہوسکی ہے کہ حکومت 27 اپریل کو پارلیمنٹ کے اجلاس میں اس تاریخی قرضہ حاصل کرنے کے پلان کو آشکار کرے گی، جیسا کہ گزشتہ تمام قرضہ جات کے سلسلے میں کیا گیا تھا یا پھر بالا ہی بالا اس منصوبہ پر عمل درآمد کرے گی۔ واضح رہے کہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت اپنے ساڑھے چار سالہ دور میں اب تک 40 بلین ڈالر سے زائد کے بیرونی قرضے لے چکی ہے جس نے ملک کو قرضوں کے لامتناہی بوجھ تلے دبا دیا ہے۔ اس سلسلے میں آئی ایم ایف نے جو اعداد و شمار پیش کئے ہیں ان کے مطابق پاکستان کے بیرونی قرضہ جات اس سال جون تک 93.2 بلین ڈالر سے تجاوز کر جائیں گے جو 2013 میں جب مسلم لیگ (ن) نے اقتدار سنبھالا تھا 61 ارب ڈالر کے لگ بھگ تھے یوں حکومت اپنی مدت پوری کرنے تک اس میں 32 ارب ڈالر کا تاریخی اضافہ کر چکی ہوگی۔

یہ ہیں وہ خوفناک حقائق جو یہ ''دیانتدار'' اور ''ترقی پسند'' حکمران قوم کو ورثہ کی شکل میں دے کر جا رہے ہیں اور اس پر مستزاد میاں نواز شریف چیخ چیخ کر کہا کرتے ہیں۔ ''مجھے کیوں نکالا''۔ آج اب جب سپریم کورٹ پی آئی اے اور ریلوے کے اربوں روپے کے خساروں کا ازخود نوٹس لے چکی ہے اور دونوں وزارتوں کو مکمل آڈٹ رپورٹ پیش کرنے کا حکم دے چکی ہے۔ یہاں تک کہ پی آئی اے کے سابق چیئرمین کے نام ای سی ایل میں بھی ڈالنے کا حکم دیا جاچکا ہے اس تناظر میں یہ ضروری ہے کہ سپریم کورٹ ہی غاصبوں، خائنوں اور لٹیروں سے سوال کرے کہ انہوں نے اپنے منشور میں کیا وعدے کئے تھے اور اب کیا چھوڑ کر جا رہے ہیں۔

جمہوریت صرف لوٹ مار اور اپنی مدت پوری کرنے کا نام نہیں۔ اصل جمہوریت یہ ہے کہ جو حکمران بلاشرکت غیرے حکمرانی کرتے ہیں اور عوام کو ریلیف دینے کے بجائے انفرادی طور پر فی کس لاکھوں روپے کے مقروض چھوڑ کر جاتے ہیں کیا ان کے لئے احتساب نام کی کوئی چیز نہیں۔ ان کے ذاتی اثاثے بغیر کسی اضافی کاروبار کے ہزاروں گنا بڑھ جاتے ہیں ملک کو قرضوں کے اندھیروں میں دھکیلنے کے لئے ان سے باز پرس کیوں نہیں کی جاسکتی۔

مسلم لیگ (ن) نے 5 سال قبل جو وعدے عوام سے کئے کہ وہ اقتدار میں آنے کے بعد لوڈشیڈنگ، مہنگائی ختم کرے، ملک کو ترقی و کامرانی کی شاہراہ پر گامزن کرے گی، کیا 5 سال گزارنے کے بعد انہوں نے یہ وعدے پورے کئے، کیا اس پر ان کا احتساب ضروری نہیں۔ یہ ظالم حکمران اب عوام پر ٹوپی رکھ کر کھیل رہے ہیں کہ عوام کو اس بات کا اختیار دیا جائے کہ وہ ان کا ایسا احتساب کرے کہ ووٹ دے یا نہ دے۔ پاکستان کی عوام اگر اتنی ہی جرات مند، باشعور اور احتساب پسند ہو جائے تو سپریم کورٹ جیسے ادارے کو اس قسم کے ازخود نوٹس لینے کی نوبت ہی نہ آئے۔ جو عوام ووٹ کی اہمیت سے ہی آشنا نہیں اس سے کیا امید کی جاسکتی ہے کہ وہ بہتر حکمران منتخب کرے۔ انہی ظالم حکمرانوں نے اس عوام کو جہالت کے اندھیروں میں رکھ کر علم اور پہچان کی روشنی سے اس لئے دور رکھا ہے کہ وہ سب ان کے اسیر رہیں اور یہ قومی وسائل کی بندر بانٹ کرتے رہیں اپنے اثاثے بڑھاتے رہیں اور ملک کو قرضوں اور پسماندگی کی دلدل میں دھکیلتے رہیں۔ اس رپورٹ کی روشنی میں اب محبّ وطن حلقوں کو سپریم کورٹ سے ہی امید ہے کہ وہ ملک کو قرضوں کی اس ریکارڈ دلدل میں دھکیلنے کا نوٹس بھی لے اور ان قرضوں کے استعمال سے متعلق کارکردگی کا جائزہ لے۔ اور اگر ان قرضوں کا غلط استعمال کیا گیا ہے تو ان کی جائیدادیں فروخت کر کے اور بیرون ممالک ان کے بچوں اور رشتہ داروں کے نام پر قائم اثاثے فروخت کر کے قومی خزانے میں جمع کرائے۔

قومی اسمبلی کی کارکردگی کا سوال اور نااہل ارکان

31 مئی 2018ء کو قومی اسمبلی دوسری بار اپنی آئینی مدت پوری کرنے جا رہی ہے۔ یکم جون 2013ء کو موجودہ اسمبلی وجود میں آئی تھی۔ بدین سے تیسری مرتبہ منتخب ہونے والی اسپیکر قومی اسمبلی فہمیدہ مرزا نے اپنے سمیت 309 منتخب ارکان سے حلف لیا اور جب 2 روز بعد نئے اسپیکر کا انتخاب مکمل ہوا تو فہمیدہ مرزا نے اسپیکر کی نشست نو منتخب اسپیکر سردار ایاز صادق کو سونپی اور واپس اپنی نشست پر آ کر بیٹھ گئیں۔

پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا واقع تھا کہ ایک جمہوری حکومت دوسری منتخب حکومت کو اقتدار سونپ رہی ہے، یہی وجہ تھی کہ یہ سارا منظر پاکستان میں تمام جمہوری پسند قوتوں کے لیے ایک خوشگوار حیرت کا سماں تھا۔

موجودہ قومی اسمبلی کے تقریباً 5 سالوں کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس اسمبلی کا محض ہنی مون پیریڈ ہی اچھا گزرا اور ایک سال مکمل کرنے کے بعد اسے مختلف چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا۔ تحریک انصاف اور پاکستان عوامی تحریک نے پارلیمنٹ ہاؤس کی عمارت کے سامنے طویل دھرنا دیا جس نے پورے نظام کو شدید متاثر کیا۔ حکومت اور اس کے اتحادیوں کے علاوہ پیپلز پارٹی نے اس دھرنے کو جمہوریت کے خلاف سازش قرار دیا جس کا حل نکالنے کے لیے پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس طلب کیا گیا۔

وزیرِ اعظم بننے سے اپنی نااہلی تک پہلی اور آخری بار ایسا ہوا تھا کہ میاں نواز شریف لگاتار 9 اجلاس میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد اس طرح کی حاضری انہوں نے کبھی نہیں دی۔

وہ اور ان کی حکومت جیسے ہی بحران سے نکلی تو انہوں نے اپنا سیاسی رویہ ہی تبدیل کر دیا۔ اپوزیشن ارکان کے مسائل تو اپنی جگہ، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حکومتی ارکان کو بھی اہمیت ملنا کم ہوگئی، جس کے سبب ممبران کی اکثریت نے ایوان میں آنا چھوڑ دیا اور یوں کورم کے مسائل پیدا ہونا شروع ہو گئے۔

جہاں وطنِ عزیز میں ہم منظر پہلی مرتبہ دیکھ رہے ہیں کہ لگاتار دوسری منتخب حکومت اپنی میعاد پوری کر رہی ہیں، وہیں ہم نے یہ بھی پہلی مرتبہ دیکھا کہ اسپیکر قومی اسمبلی اپنی ہی جماعت کے وزرائگی مسلسل غیر حاضری پر واک آوٹ کر گئے۔ انہوں نے اپنی نشست ڈپٹی اسپیکر کو سونپی اور ایوان سے چلے گئے۔

اگر آخری سال کے اجلاسوں پر نظر ڈالی جائے تو وہ بیوروکریسی پر کافی برہم نظر آتے ہیں۔

اکثریت کے باوجود طویل عرصے سے موجودہ حکومت کے لیے قومی اسمبلی کے اجلاس میں کورم کو پورا کرنا ایک مسئلہ رہا ہے، اپوزیشن جب اور جیسے چاہے کورم کی نشاندہی کر کے اجلاس کو روک سکتی ہے۔ قواعد کے مطابق کارروائی رکوا کر ارکان کی گنتی کی جاتی ہے اور ایک دو واقعات کو چھوڑ کر ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ کورم ٹوٹ جاتا ہے اور اجلاس کی کارروائی معطل کرنا پڑتی ہے۔

اب جبکہ تواتر کے ساتھ ایک کے بعد دوسری قومی اسمبلی اپنی مدت پوری کر رہی ہے تو پاکستان کے عوام اس بات پر حق بجانب ہیں کہ اس قومی اسمبلی کی کارکردگی پر سوال اٹھائیں اور اس کی کارکردگی کا جائزہ

لیں تا کہ مستقبل میں کوتاہیوں کو نہ دہرایا جاسکے۔

جو اصل بات زیرِ بحث آنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ ہماری سیاسی جماعتیں اور منتخب نمائندے عوام کی طرف سے دیئے گئے مینڈیٹ کا احترام بھی کرتے ہیں یا نہیں؟ قانون سازی اور دیگر مسائل پر بحث کے دوران وہ ایوان میں کتنی تیاری کر کے جاتے ہیں؟ انہیں کیا ان تمام معاملات کا علم بھی ہوتا ہے جو انہیں سونپے جاتے ہیں؟ اگر نہیں بھی ہوتا تو کیا وہ تیاری کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟

ان سوالات کے جوابات ڈھونڈنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم اس بارے میں جانیں کہ قومی اسمبلی میں قانون سازی کا طریقہ کار کیا ہے اور اس کے مراحل کیا ہیں۔

اس وقت قومی اسمبلی میں 34 قائمہ کمیٹیاں، 3 خصوصی کمیٹیز، ایک سلیکٹ کمیٹی، 8 پارلیمانی کمیٹیاں اور 6 غیر وزارتی کمیٹیاں ہیں۔

34 قائمہ کمیٹیاں قانون سازی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ان کمیٹیوں کا قیام ایک طریقہ کار کے تحت ہوتا ہے۔ ایوان میں پارٹی پوزیشن کے تحت کمیٹی کی چیئرمین شپ تقسیم کی جاتی ہے۔ حکومت کوشش کرتی ہے کہ اہم کمیٹیاں اپنے ہاتھ میں رکھے تا کہ قانون سازی کے وقت اس کے لیے مسائل پیدا نہ ہوں۔ چوں کہ کمیٹیوں میں اکثریت حکومتی ارکان کی ہوتی ہے اس لیے حکومت کو زیادہ مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ قومی اسمبلی اور سینیٹ میں قانون سازی کے 2 طریقے ہوتے ہیں۔ ویسے تو زیادہ تر قانون سازی حکومت ہی کرتی ہے لیکن پارلیمانی روایات کے تحت دورانِ اجلاس ہفتے میں ایک دن نجی کارروائی کے لیے مختص ہوتا ہے۔ سینیٹ میں نجی کارروائی کا دن پیر جبکہ قومی اسمبلی میں منگل کے روز تمام ارکان قانون سازی کے لیے بل پیش کر سکتے ہیں۔

نجی ارکان کے بل پیش کرنے کی بھی ایک شرط ہے۔ پہلے یہ بل سینیٹ یا اسمبلی سیکریٹریٹ میں جمع کروایا جاتا ہے جہاں سے منظوری کے بعد اس بل کو ایجنڈے کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ ایوان میں جب یہ بل پیش کیا جاتا ہے اس وقت اگر حکومت کسی بھی رکن کے بل کی مخالفت کرتی ہے تو وہ بل بذریعہ ووٹ اکثریت کی بنیاد پر مسترد کر دیا جاتا ہے، جبکہ بل کی حمایت کی صورت میں وہ بل متعلقہ قائمہ کمیٹی کی طرف بھیج دیا جاتا ہے۔

قائمہ کمیٹی اس بل پر بحث کے بعد چاہے تو ترامیم کر کے واپس ایوان کو بھیج دیتی ہے، جس کے بعد کمیٹی سے منظور کردہ بل قومی اسمبلی میں پیش کیا جاتا ہے۔ قومی اسمبلی کو یہ اختیار ہے کہ وہ قائمہ کمیٹی کے منظور کردہ بل میں ترامیم کرے یا جیسا منظور ہو کر آیا ہے اسی طرح پاس کر لے۔ بل پاس کرنے کے لیے ایوان کے اندر موجود ارکان کی سادہ اکثریت درکار ہوتی ہے۔

قومی اسمبلی سے بل کی منظوری کے بعد یہ بل سینیٹ کو بھیج دیا جاتا ہے۔ ایوان بالا میں بھی قانون سازی کا یہی طریقہ کار ہے۔ اگر سینیٹ قومی اسمبلی کے پاس کردہ قانون میں ترامیم کرتی ہے اور اسے منظور کر لیتی ہے تو بل ایک بار پھر قومی اسمبلی کو بھیجا جاتا ہے۔

اس بار اگر قومی اسمبلی سینیٹ سے منظور کردہ بل جوں کا توں منظور کر لے تو ٹھیک ورنہ اگر اس میں پھر کوئی ترمیم ہوئی تو وہ بل دوبارہ سینیٹ کی طرف نہیں بھیجا جائے گا بلکہ اب اس کی منظوری پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے ہوگی۔ اس وقت 13 بل مشترکہ اجلاس کی منظوری کے منتظر ہیں۔

قائمہ کمیٹی جب کسی بھی بل پر غور کرتی ہے تو اس کمیٹی میں اس رکن کو بھی خصوصی طور پر بلایا جاتا ہے جو بل کا محرک ہوتا ہے۔ بل پر متعلقہ وزارت اور وزارتِ قانون سے رائے بھی لی جاتی ہے، جب کہ ارکان بھی اس میں اپنا حصہ شامل کرتے ہیں۔ موجودہ قومی اسمبلی کے پونے 5 سالوں کے زائد عرصے میں اس بات کو شدت کے ساتھ محسوس کیا گیا کہ قائمہ کمیٹیوں کی اکثریت نے اپنی رپورٹیں وقت پر جمع نہیں کروائیں۔

اسی طرح ایوان میں ہر وقت ہر کسی کو بات کرنے کی اجازت نہیں ہوتی، اگرچہ یہ صوابدید اسپیکر کی ہوتی ہے لیکن 2 مواقع ایسے ہوتے ہیں جب رکن کھل کر اپنے حلقے کے بارے میں اور سیاسی معاملات پر بات کر سکتا ہے۔ وہ 2 مواقع مشترکہ اجلاس سے صدر کے خطاب پر بحث اور بجٹ بحث ہوتی ہے۔

مگر حیران کن طور پر صدر ممنون حسین کے مشترکہ اجلاس میں کیے گئے خطاب پر گزشتہ 2 سالوں سے بحث نہیں ہو سکی اور بغیر کسی بحث کے اجلاس سمیٹ دیا گیا۔ اسی طرح گزشتہ بجٹ میں اپوزیشن ارکان کو اپنی بات کرنے کا موقع نہیں ملا، کیونکہ اپوزیشن اپنی تقاریر براہِ راست نشر کرنے پر اور حکومت نہ کرنے پر بضد تھی۔

اسی طرح ان 5 سالوں کے دوران ہم نے دیکھا کہ مختلف وزارتوں سے جو سوالات کیے جاتے انہیں پڑھ کر قہقہے لگانے کو جی چاہتا۔ کسی رکن نے پوچھا کہ اسلام آباد میں آٹے کی کتنی چکیاں ہیں، کسی نے پوچھا کہ حجام کی کتنی دکانیں ہیں، فلاں سیکٹر میں فلاں درخت کتنے ہیں اور حیرت کی بات یہ ہے کہ وزارتوں کی جانب سے اگر ایوان کو غلط جوابات دیے بھی جائیں تو کبھی اس پر کوئی اعتراض نہیں اٹھایا جاتا کیوں کہ کوئی تیاری ہو تو نیا سوال اٹھے نا۔

پاکستان سمیت دنیا بھر میں یہ رواج ہے کہ کسی بھی شعبے میں ملازم بھرتی کرنے کے لیے اسی شعبے کی تعلیم اور تجربہ لازمی ہوتا ہے، لیکن ہم نے دیکھا ہے کہ ملک کے 20 کروڑ عوام کے نمائندہ ایوان کے لیے اس طرح کی کوئی شرط نہیں ہے، کیونکہ جن سیاسی جماعتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس شرط کو نافذ کریں، وہی سیاسی جماعتیں سب سے بڑھ کر اس اصول کی خلاف ورزی کی مرتکب ہوتی ہیں۔

سیاسی جماعتوں کو تو چاہیے کہ پارلیمنٹ کو ایک دکان میں تبدیل کرنے کے بجائے ایک ادارے کی شکل دینے کی کوشش کریں لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہوتا۔ جب بھی قومی یا صوبائی اسمبلی کے لیے سیاسی جماعتیں امیدوار نامزد کرتی ہیں تو پارلیمانی امور جاننے کی کوئی شرط نہیں رکھی جاتی، کسی سیاسی نظریے کی تعلیم کی ضرورت نہیں ہوتی، امیدوار کی اہلیت اس کے طاقتور اور دولت مند ہونے سے پرکھی جاتی ہے۔

جہاں ایک طرف پاکستان کا سیاسی نظام بیرونی دباؤ کا شکار ہوتا ہے وہیں اندرونی بگاڑ کی ذمہ دار بھی سیاسی جماعتیں خود ہوتی ہیں۔

سیاسی جماعتوں نے گزشتہ 10 سالوں کے دوران پارلیمانی امیدواروں کے لیے تربیت کا مناسب بندوبست نہیں کیا، پارلیمانی اخلاقیات اور روایات کے بارے میں آگہی کے لیے کبھی کوشش تک نہیں کی گئی۔ محترمہ بےنظیر بھٹو جب اپوزیشن لیڈر یا وزیرِ اعظم تھیں تو انہوں نے ایک اچھی روایت ڈالی تھی، وہ اپنی پارٹی کے تمام ارکان کی حاضری یقینی بناتی تھیں، لیکن باقی سیاسی ادوار میں ایسا نظر نہیں آیا۔

میاں نواز شریف اور ان کی حکومت کی لاتعلقی نے قومی اسمبلی کی کارکردگی کو شدید نقصان پہنچایا۔ ان کے دورِ حکومت میں اپنے ارکان کی حاضری تو درکنار وزراء نے بھی ایوان میں آنا چھوڑ دیا۔

اس ساری صورتحال میں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ سیاسی جماعتیں نہ صرف قانون سازی کرتیں، بلکہ پارٹی ممبران کو اپنی جماعتوں کے اندر بھی اصلاحات کرنی چاہیئں تھیں، لیکن اس طرف کوئی توجہ ہی نہیں دی گئی۔ موجودہ حکومت نے تمام پارلیمانی جماعتوں کے ساتھ مل کر طویل مشاورت کے بعد 8 انتخابی قوانین کو یکجا کر کے ایک الیکشن ایکٹ پاس کیا لیکن اس میں سیاسی جماعتوں کی اصلاحات کی طرف کوئی سنجیدگی سے توجہ نہیں دی گئی۔

پاکستان میں اس وقت سیاسی جماعتوں کے اندر جمہوریت اور جمہوری رویے انتہائی کم سطح پر نظر آتے ہیں، قیادت جو کچھ کہے اس پر آمنا صدقنا کہا جاتا ہے۔ نتیجے میں اہلیت سے خالی درباریوں، دولتمندوں اور طاقتوروں کو منتخب ایوانوں میں آنے کا موقع ملتا ہے اور عوام کے لیے قانون سازی کرنا اور عوام کی زندگی کو آسان بنانا ان کی ترجیح نہیں ہوتی۔

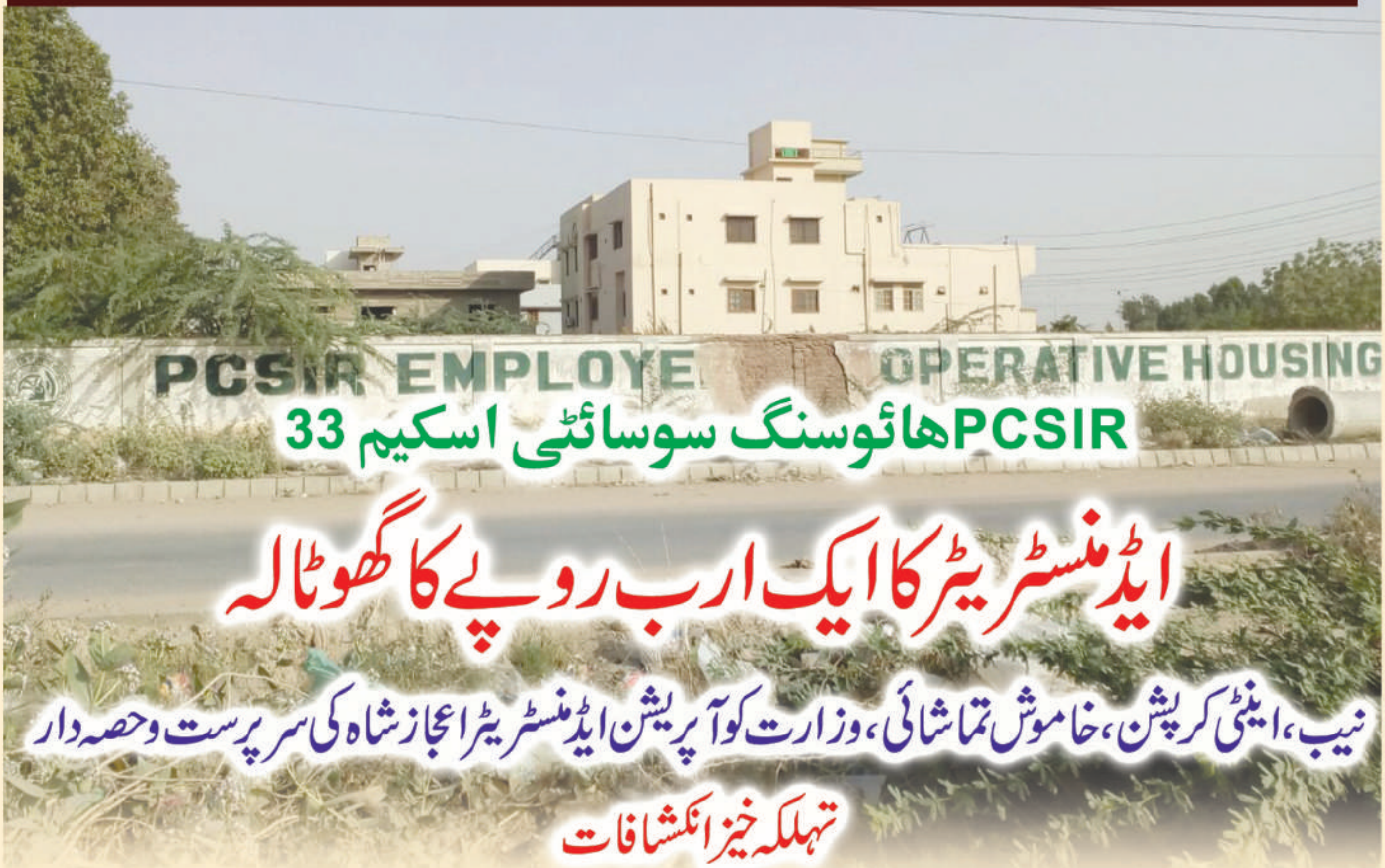

PCSIRہائوسنگ سوسائٹی اسکیم 33

ایڈمنسٹریٹر کا ایک ارب روپے کا گھوٹالہ

نیب، اینٹی کرپشن، خاموش تماشائی، وزارت کوآپریشن ایڈمنسٹریٹر اعجاز شاہ کی سرپرست وحصہ دار

تہلکہ خیز انکشافات

انگریز دور میں بے گھر افراد کے لئے حکومت نے ایک قانون پاس کیا جس میں سرکار مفت یا نہایت

خصوصی رپورٹ

ارزاں نرخوں پر زمین فراہم کر کے ایسے بے گھر افراد کو پلاٹ مہیا کرتی تھی جو یکدم پلاٹ خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے اس قانون کو کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز ایکٹ 1925 کا نام دیا گیا جس میں 30 افراد مل کر ایک کوآپریٹو سوسائٹی کی بنیاد رکھتے اور اس کے بعد جتنی زمین انہیں ارزاں نرخوں اور وہ بھی قسطوں پر ملتی تھی اس کے مطابق

ممبر شپ تقسیم کی جاتی اور یہ ممبران اپنی اقساط جمع کرا کے پلاٹ کے مالک بن جاتے تھے۔

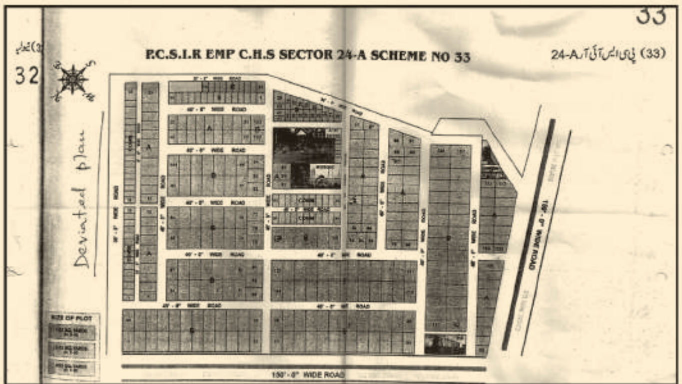

PCSIR سوسائٹی کا موجودہ نقشہ جس میں yellow کلر رفاعی پلاٹوں کو رہائشی پلاٹوں میں تبدیل کرنے اور PINK کلر سرکاری زمین پر قبضہ کر کے چائنہ کٹنگ کر کے پلاٹ واضح ہیں

قیام پاکستان کے بعد بھی یہ سلسلہ بدرجہ اتم جاری رہا اور حالات کے تناظر میں اس ایکٹ میں ترمیمات بھی ہوتی رہیں کراچی میں بھی اسکیم 33 کے اندر 600 سے زائد ایسی کوآپریٹو سوسائٹیز موجود ہیں جنہوں نے اس طرح کو آپریٹو سوسائٹی کی بنیاد رکھ کر اپنے ممبران کو اقساط میں زمین خریدنے کے مواقع فراہم کئے۔ اسکیم 33 میں زیادہ تر بننے والی کوآپریٹو سوسائٹیز کو زمین 1966 میں الاٹ کی گئیں، جیسے جیسے وقت گزرتا گیا ان زمینوں کی مالیت میں اضافہ ہوتا گیا جس کی وجہ سے بعض کو آپریٹو سوسائٹیز کے عہدیداروں نے سوسائٹی فنڈز میں غبن اور ڈبل الاٹمنٹ جیسے جرائم کا ارتکاب کیا۔ کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ میں کوآپریشن ڈیپارٹمنٹ کو یہ اختیار بھی تفویض کیا گیا کہ ایسی کوآپریٹو سوسائٹیز جس میں غبن یا ڈبل الاٹمنٹ سمیت دیگر شکایات سامنے آتی ہیں تو وہاں محکمہ کی طرف سے کسی کو ایڈمنسٹریٹر لگا کر ریکارڈ

PCSIR سوسائٹی کا اصلی منظور شدہ نقشہ جس میں اسکول، لائبریری اور کلینک کا پلاٹ واضح ہے

مقدمہ

گلستان زرین کوآپریٹو سوسائٹی کی اراضی پر قبضہ

لینڈ مافیا کے کارندوں نے علاقہ پولیس کی سرپرستی میں دیوار گرادی

سوسائٹی انتظامیہ کی درخواست کو انسداد تجاوزات سیل نے ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا

پولیس نے دیوار توڑ کر قبضہ کرنے سے لاعلمی کا اظہار کردیا، مدد نہیں کرسکتے، پولیس

سوسائٹی کا ایڈمنسٹریٹر ذمہ داریاں نبھانے کے بجائے منظر سے غائب ہوگیا

کراچی (اسٹاف رپورٹر) گڈاپ ٹاؤن کی حدود میں واقع گلستان زرین کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کی کروڑوں روپے مالیت کی اراضی پر لینڈ مافیا کے کارندوں نے علاقہ (باقی صفحہ 7 نمبر 21)

بقیہ | مقدمہ | 21

پولیس کے اعلیٰ افسران کی موجودگی میں دن دہاڑے چار دیواری تعمیر کرکے قبضہ کرلیا سوسائٹی انتظامیہ کی جانب سے انسداد تجاوزات سیل سے کی جانیوالی مدد کی درخواست ردی کی ٹوکری میں ڈال دی گئی جبکہ علاقہ پولیس نے چاردیواری کی تعمیر سے متعلق شکایت پر لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے مدد کرنے سے انکار کردیا تاہم متعلقہ ایس ایس پی کو دی جانے والی درخواست علاقہ ایس ایچ او کو بھیجنے پر مجبوراً کارروائی کرکے تعمیر کردہ دیوار گرادی گئی سوسائٹی انتظامیہ کا کہنا ہے کہ سوسائٹی کا ایڈمنسٹریٹر اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی بجائے عرصہ دراز سے منظر عام سے غائب ہے اس وجہ سے سندھ ہائی کورٹ کی جانب سے مذکورہ سوسائٹی میں ٹرانسفر اور تعمیرات پر پابندی عائد کردی گئی ہے اور ایڈمنسٹریٹر سے اختیارات لیکر سوسائٹی انتظامیہ کے سپرد کردیے گئے ہیں بتایا جاتا ہے کہ گلشن اقبال ٹاؤن ون میں واقع پی سی ایس آئی آر کو آپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی کے ایڈمنسٹریٹر اعجاز شاہ نے مذکورہ سوسائٹی کی فائلوں پر غیر قانونی ٹرانسفر کے ذریعے خرید و فروخت کا سلسلہ شروع کررکھا ہے جبکہ رضوان ٹریڈنگ کمپنی کی سرپرستی میں اعجاز شاہ سرغنہ کے ساتھ قبضہ گروپ میں ناول خان، رحمت خان اور الطاف خان وغیرہ شامل ہیں جو کہ پرائیویٹ پارٹی سے خریدی گئی سوسائٹی کی 15 ایکڑ اراضی پر قبضہ کرچکے ہیں اور اے 3 4 3 مربع گز کے رفاہی پلاٹ پر قبضہ کیا جارہا تھا۔

گلستان زریں سوسائٹی میں اعجاز شاہ پر 1000 گز کے پلاٹ پر قبضہ کرنیکی خبر کا عکس

کی چھان بین کرائی جاتی ہے اس ایڈمنسٹریٹر کو یہ ذمہ داری دی جاتی ہے کہ وہ تمام الاٹیز کو اکٹھا کر کے وہاں ازسرنو الیکشن کرائے اور پھر چارج منتخب باڈی کے سپرد کرکے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوجائے لیکن بدقسمتی سے ایسے ایڈمنسٹریٹر جن کی مدت 3 ماہ ہوتی ہے اپنی ذمہ داریوں سے انحراف کرتے ہوئے نہ صرف سالوں تک ان سوسائٹیز میں بلاشرکت غیرے مالک بن جاتے ہیں جبکہ لوگوں کی پوری زندگی کی جمع پونجی کو بھی مختلف حیلوں بہانوں سے ڈکار جاتے ہیں اور اس میں انہیں کوآپریشن ڈیپارٹمنٹ کی سرپرستی حاصل ہوتی ہے جو اس مال مفت میں برابر کے حصہ دار ہوتے ہیں۔

کراچی میں واقع ایک کوآپریٹو سوسائٹی پی سی ایس آئی آر ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی اس کی ایک زندہ مثال کے طور پر سامنے آئی ہے۔ جہاں متعدد بے ضابطگیوں کی شکایات پر کوآپریشن ڈیپارٹمنٹ نے 2013 میں ایک ایڈمنسٹریٹر نوراحمد کا تقرر کیا جس نے سوسائٹی کے معاملات بہتر کرنے کے بجائے وہاں مزید خرابی پیدا کی، اس کے بعد 2014 میں سوسائٹی میں اعجاز حسین شاہ نامی ایڈمنسٹریٹر کی تعیناتی کی گئی

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ایڈمنسٹریٹر کی یہ آسامیاں مبینہ طور پر ایسے ہی خریدی جاتی ہیں جیسے تھانہ میں ایس ایچ او کی پوسٹ بکتی ہے۔ اس بارے میں معلوم ہوا ہے کہ کسی ایڈمنسٹریٹر کی تعیناتی کے لئے ڈیپارٹمنٹ میں ریٹ مبینہ طور پر دس سے 15 لاکھ کو روپے طے ہے۔

بہرکیف پس پردہ کہانی کیا ہے لیکن اپریل 2014 میں اعجاز شاہ نے بطور ایڈمنسٹریٹر پی سی ایس آئی آر کوآپریٹو سوسائٹی کا چارج سنبھالا اور وہاں آکر اس شخص نے سوسائٹی فنڈ میں خورد برد ناجائز الاٹمنٹ، ڈبل فائلیں، ترقیاتی وغیرترقیاتی فنڈز کی غیرقانونی وصولی، رفاحی پلاٹوں پر رہائشی پلاٹوں کی چائنہ کٹنگ اور سوسائٹی سے متصل سرکاری زمین پر قبضہ کرکے وہاں پر بھی غیرقانونی الاٹمنٹ جیسے اتنے ہولناک کام کئے کہ الاٹیز بھی چیخ اٹھے، الامان الحفیظ

پی سی ایس آئی آر سوسائٹی کے اندرونی ذرائع بتاتے ہیں کہ اعجاز شاہ نے سب سے پہلے سوسائٹی میں جو کام کئے اس میں ایسے الاٹیز کی فائلوں کو نشانہ بنایا گیا جو یا تو باہر تھے یا کچھ عرصہ سے سوسائٹی کے مینٹیننس چارجز ادا نہیں کررہے تھے۔ ایسے الاٹیز کے گھر پلاٹ کی منسوخی کے لیئے

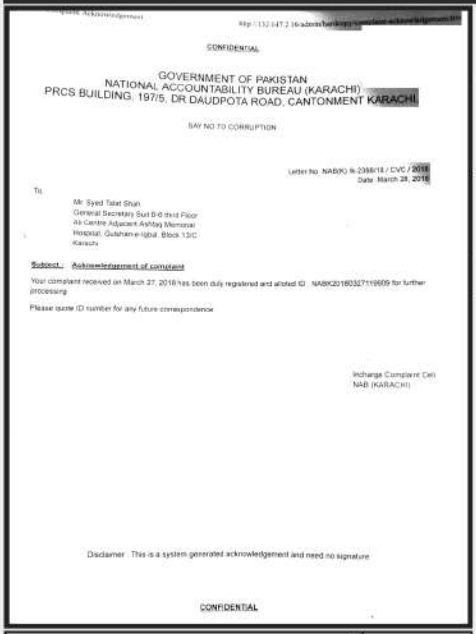

Complaint Acknowledgement

CONFIDENTIAL

GOVERNMENT OF PAKISTAN
NATIONAL ACCOUNTABILITY BUREAU (KARACHI)
PRCS BUILDING, 197/5, DR DAUDPOTA ROAD, CANTONMENT KARACHI

SAY NO TO CORRUPTION

Letter No. NAB(K) N-2398/18 / CVC / 2018
Date: March 28, 2018

To,

Mr. Syed Talat Shah
General Secretary Suit B-6 third Floor
Al Centre Adjacent Ashfaq Memorial
Hospital, Gulshan-e-Iqbal, Block 13/C
Karachi

Subject: Acknowledgement of complaint

Your complaint received on March 27, 2018 has been duly registered and alloted ID : NABK20180327119609 for further processing

Please quote ID number for any future correspondence

Incharge Complaint Cell
NAB (KARACHI)

Disclaimer : This is a system generated acknowledgement and need no signature

CONFIDENTIAL

سوک رائٹس پروٹیکشن ٹرسٹ کی جانب سے ایڈمنسٹریٹر PCSIR کے خلاف دی گئی درخواست پر نیب نے آئی ڈی جاری کرنے کا جوابی خط بھیج دیا

لیٹر بھجوائے گئے ان میں سے کافی افراد اپنی رہائش گاہ تبدیل کرچکے تھے اس لئے ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا تو اخبار میں اشتہار دے کر ان کی فائلیں کینسل کردی گئیں اور اس میں بھی ہیرا پھیری اور جعلسازی یہ کی گئی کہ سوسائٹی کے پرانے عہدیداروں کے نام سے الاٹمنٹ آرڈر پر جعلی دستخط کرکے دو نمبر کے الاٹمنٹ بنائے گئے جبکہ سوسائٹی کی آفس اور ریکارڈ فائلوں میں سے کاغذات نکال کرکے ایک نئی فائل بنائی گئی اور اسے پرانی فائل دکھا کر مارکیٹ میں فروخت کردیا گیا۔ ایسے بہت سے الاٹیز جو ان اطلاع منسوخی کے اشتہارات اور لیٹر ملنے پر آفس آئے لیکن ان کے پاس وقت گزرنے کے ساتھ اصلی فائلیں کسی طور پر دستیاب ہی نہیں یا کچھ کاغذات کم تھے۔ لہٰذا اعجاز شاہ نے ان کو الاٹیز کی تسلیم کرنے سے انکار کردیا اور ان کی بھی جعلی فائلیں بنا کر مارکیٹ میں اپنے بروکرز کی چین کے ذریعہ فروخت کردیں۔ ذرائع بتاتے ہیں کہ اعجاز شاہ نے سوسائٹی کے پرانے الاٹیز کی تقریباً 35 سے 40 فائلوں میں ہیرا پھیری کرکے ڈبل فائلیں بنا کر مارکیٹ میں فروخت کی ہیں جن میں سے بعض الاٹیز اس کے خلاف عدالت عالیہ میں اور بعض ڈسٹرکٹ کورٹ میں کیس دائر کرچکے

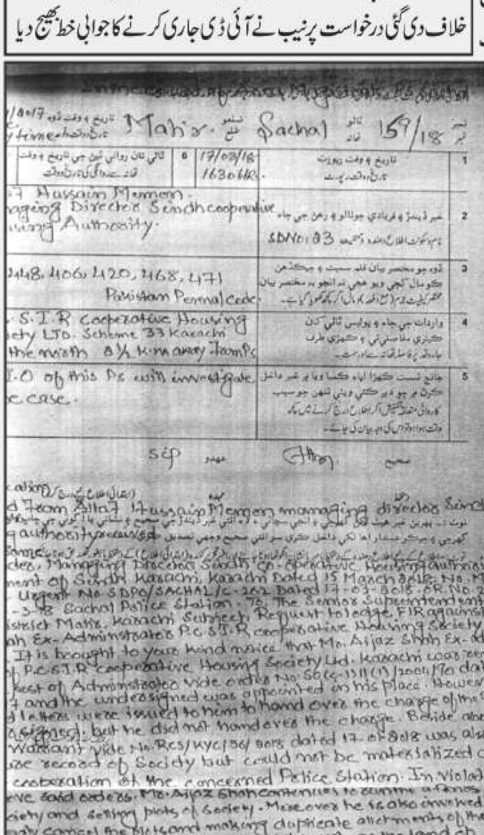

Mahar Sachal 159/18

Hussain Memon managing Director Sindh cooperative Housing Authority

448, 406, 420, 468, 471 Pakistan Penal Code

P.C.S.I.R Cooperative Housing Society LTD. Scheme 33 Karachi

MD کوآپریشن الطاف حسین کی مدعیت میں اعجاز شاہ کے خلاف کٹوائی گئی ایف آئی آر کا عکس

KARAM ASSOCIATES
ADVOCATES & LEGAL CONSULTANTS

Suite, B-6, 3rd Floor, Ali Centre, I No. SB-7, Block-13/C, near Ash Memorial Hospital Gulshan-e-Iqbal m University Road Karachi.
Ph: 021-34831391, Fax: 34989185

NADEEM AHMAD JAMAL
Advocate High Court

HUJJAT UR REHM
Advocate High Co

Ref: KA/41/18

Date: 21-03-18

353

21/3/18

To,
The Deputy Commissioner East
District Council office,
Sir Shah Suleman Road,
Karachi.

Sub: **TO INITIATE THE INQUIRY AGAINST ADMINISTRATOR PCSIR COOPERATIVE HOUSING SOCIETY SCHEME 33 KARACHI REGARDING CONVERTING THE AMENITY LAND I.E. PARK, HOSPITAL, SCHOOL LIBRARY PLOTS INTO RESIDENTIAL AND COMMERCIAL CATAGORY AND ALSO RECOVERY OF COST OF LAND & OUTER DEVELOPMENT CHARGES BY THE PLOT NO. B-132 TO B-167 PCSIR SOCIETY IN THE NAME OF DEPUTY COMMISSIONER EAST KARACHI.**

Respected Sir,

I am requiring your kind attention on rampant corruption, manipulation, misappropriation and making forged files by the Administrator Aijaz Hussain Shah in PCSIR Co-operative housing Society situated in Gulazar-e-Hijri Scheme 33, Sector 24-A, Karachi.

It is submitted that the so called adminstrator Aijaz Hussain Shah has been converted the amenity land into residential and commercial plots and sold out the innocent people in the pretext proposed revised plan and he is using your good name misguiding the newly allottee of said plots that revised plan is being put up the table of DC and he will endorsed it very soon.

In the addition, it is submitted that Hon'able Supreme Court has given rolling in verdict that the amenity plot could not be transferred on converted into residential or commercial piece of land and the current drive of demolition and restoration of such amenity plots is phenomena of Apex Court direction.

It is respectfully submitted that Aijaz Hussain Shah was appointed as an Administrator of PCSIR Society in April 2014 by the order of Co-operative department.

(2)

That after taken the charge of Society in question he has been allegedly made countless forged and fabricated files with manipulation of record and office files of the society and sold out to the innocent people.

Many cases are lying in High Court of Sindh and District Court Malir in this regard i.e. CP- No. 1053/2017, C.P. No. 6901/2017, Civil Suit No. 906/2016, C.S No. 907/2017, CS No.1130/2011 in High Court of Sindh and Civil Suit No. 553/2017 and 176/2018 are under pending on same allegation of manipulation and forgery against the administrator Aijaz Shah. (Copy of notices are enclosed herewith as Annexure-A to A/)

That according to Manual of Cooperative law the scope of working of an administrator deems very limited and he was appointed for specific period of three month and his basic obligation is assigned to hold the election of society and then hand over the charge of management to the elected body. But administrator hold the seat despite of passing 4 years with complicity and alleged patronizing of Managing Director Co-operation Mr. Altaf Memon & other staff of Cooperation department, wherein he is plundering and looting the innocent people in pretext of NOC for Sale, development charges, utility charges, cost of land & many more lame.

It is pertinent to state the M.D. sent a letter vide No. MD/SCHA/386/2017 Karachi, dated 09-11-2017, in which fully described the instructions under Sindh Cooperation Housing Authority Ordinance 1982 and he has been directed to do not such act mentioned in the notification, but interestingly he has done all works, which had to be restricted. (Copy of Letter of Instruction is enclosed herewith as Annexure-B)

That the Aijaz Hussain Shah misused the society funds blatantly and he disbursed the amount of allegedly 100 million in cash from society account in National Bank situated at Karachi University, which can be verified by bank statement.

That it is also considerable point that the Administrator Aijaz Hussain Shah was removed from his post on dated. 19th April 2017 by the signature of Secretary Coopration Ghulam Mustafa Phul and he directed the MD Cooperation Altaf Memon to take charge with immediate effect, but in fact he is still holding his seat and dealing all of society matter unlawfully. It has been learnt that the MD did not take the charge still from him due his complicity of Aijaz Hussain Shah, because the

Cont/ 3

(3)

MD Cooperation Altaf Hussain Memon is main patron and partner of corruption with Aijaz Hussain Shah, which investigation is essential to disclose this nexus. (Copy of removal Letter is enclosed herewith as Annexure-C)

That it is further stated that Aijaz Hussain Shah did a lot of transfers, issued NOCs and executed leases for different allottees and also on fake files, which are deem unlawful. The scrutiny of whole record is much necessary to ascertain the facts on ground.

That print media also revealed tha legends of corruption of so called administrator Aijaz Hussain Shah, in which Daily Jur'rat, Daily Eman, Daily Muqadma and Daily Sachal Times are notable. Wherein no action has been taken against the Aijaz Hussain Shah by the Cooperation department, which shows the full support and back hand of said department. (Press Clippings are enclosed herewith as Annexure- D to D/

That Anticorruption Establishment had also carried out an inquiry report through officer namely Mr. Raza Pathan of ACE (Cell No. 0331-3565938) and he had submitted his comprehensive report against the Aijaz Shah, but latter in smashed the report and let issued the order of re-inquiry due to the hefty amount of bribe. The report submitted by the Raza Pathan is core documents to surface the corruption and irregularities of Aijaz Shah, which can be obtain through proper channel so that fact could be determined from roots.

That another inquiry of Anti Corruption Establishment is under way by the investigation officer Aijaz Rajpar and he directed the Registrar to submit the record of the society but matter still in vain. (Copy of Letter of ACE is enclosed herewith as Annexure-E)

That the administrator grabbed almost 70 t0 80 millions in pretext of cost of land and development charges by the Plot No. B-132 to B-164, which can be verify through statements of the owners of said plots.

That the Administrator allegedly converted the amenity plots of School, Hospital and Library into residential and sold out to innocent people through different estates agents without any auction and approval of revised plan, which comprised cost of approximately 250 to 300 millions of rupees.

Cont/ 4

(4)

Copy of approved plan and deviated plan is enclosed herewith as Annexure- F & F/1, in which Yellow color of marking is denoting the conversion of public amenities into residential plots and highlighting the pink marking as encroached of extra government land without paying the cost of land and outer development charges as well as without approval of revised plan.

That it is an apprehension that the so called administrator Aijaz Shah has also grabbed almost rupees 100 million by the allottees of plot No. B-132 to B-167 in the pretext of cost of land and outer development charges in your name that said amount has to pay to the Deputy Commissioner on the basis of your some documentation lying in the office of PCSIR Society regarding the verification of land.
Copy of Letter in questionis enclosed herewith as Annexure- G

The accused administrator was sent a letter to the allottees of Plot No. B-132 to B-167 and received the aforesaid amount from them in the pretext of DC Letter.
List of such allottees is enclosed herewith and marked as Annexure-H

Further an FIR No. 159/2018 has been lodged against Aijaz Hussain Shah upon the complaint of MD Sindh Cooperation Housing Authority U/S 406, 420, 447, 468 and 471 of PPC in respect of land grabbing, cheating, making of forged documents files and selling to innocent people in the name of PCSIR CHS.
Copy of FIR is enclosed herewith and marked as Annexure-I

Therefore, in the light of above facts, you are requested please to initiate immediate investigation and inquiry against the corrupt administrator Aijaz Hussain Shah.

It is further suggested that to publish the advertisement for inviting the complaints of affectees of PCSIR Society at first stage that would be very effective to gain the grievances from directly affected people. And to call the plots holder of B-132 to B-167 regarding the recovery of cost of land and outer development charges have been taken by using your good name.

In addition to take stern action for using the name of Hon'able Deputy Commissioner from the allottees above mentioned and grabbing hefty amount from them in respect of cost of land and outer development charges.

Further it also request to initiate the official conduct against the Ex-Administrator

Cont/ 5

PCSIR Aijaz Hussain Shah his accomplices i.e. MD Cooperation department, Registrar, Deputy Registrar Cooperative to keep silence on such heinous crime with negligence, malafide intention and criminal silence upon allegedly huge bribe.

The applicant also assures its cooperation in the inquiry to ease the investigation.

Thanking you

Looking forward for your kind cooperation

Nadeem Ahmed
Advocate High Court
0300-8200997

Cc.
- Chief Justice Sindh High Court
- Director General NAB Sindh
- Chairman Anti Corruption Establishment
- Secretary Cooperation Govt of Sindh
- Incharge Complaint Cell CM House Sindh

ڈپٹی کمشنر ایسٹ میں اعجاز شاہ کے خلاف DC کے نام سے PCSIR سوسائٹی کے الاٹیز نے کروڑوں روپے اینٹھنے کی انکوائری کرنے کی درخواست کا عکس

ہیں۔

ذرائع نے بتایا کہ اعجاز شاہ نے سوسائٹی کی ایک پرانی اورالاٹی خاتون فاطمہ بی کے پلاٹ نمبر B-2اور A-6 پربھی قبضہ کرلیا اس کی بھی فائلیں بنا کر فروخت کردی جس پر انہوں نے اس کے خلاف عدالت عالیہ میں ایک درخواست D-1053/17 دائر کی ہوئی ہے۔

جبکہ ایک اور خاتون مسز نسیم نے عدالت عالیہ میں بالترتیب سوٹ نمبر 906/16 اور 907/16 دائر کر رکھا ہے جس میں انھوں نے اسی قسم کی شکایت کی ہے۔صوبائی محتسب کے دفتر بھی ایک متاثرہ فریق کی طرف سے انکوائری نمبر POS/3456/KHE(D)-495/12506 زیرسماعت ہے جس میں بھی اعجاز شاہ پراس کے پلاٹ پر قبضہ کرکے جعلی فائلیں بنا کرفروخت کرنے کا الزام عائد کیا گیا ہے۔عدالت عالیہ میں اعجاز شاہ کے خلاف ایک اور پٹیشن 6901/2017 بھی زیرسماعت ہے۔جس میں الزام لگایا گیا ہے کہ اس نے ناہید یاسمین نامی خاتون کی فائل پر کسی یاسمین ایاز نامی خاتون کو کھڑا کرکے ایک جعلی فائل تیار کی اور اسے آصف کے ذریعے ظفراللہ نامی شخص کو فروخت کردیا اور اب ظفراللہ اپنی فائل فروخت کرنے کے لئے اس سے این او سی فارسیل کا تقاضا کرتا ہے تو وہ اس سے دوبارہ دس لاکھ کی ڈیمانڈ کرتا ہے۔اس کیس میں عدالت سے استدعا کی گئی ہے کہ انہیں این او سی دلائی جائے۔اس پلاٹ کا نمبر B-150 معلوم ہوا ہے۔اعجاز شاہ کے خلاف یہ کیس سپریم کورٹ کے سینئر وکیل ارشد مغل ایڈووکیٹ لڑ رہے ہیں۔ارشد ایڈووکیٹ نے نمائندہ ہیومن رائٹس پوسٹ سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ ایڈمنسٹریٹر اعجاز شاہ نے پوری سوسائٹی کا بیڑہ غرق کرکے رکھ دیا ہے۔انہوں نے کہا کہ یہ شخص انسانیت کا دشمن ہے اس نے لوگوں کی 40 سال پرانی جمع پونجی کو داؤ پر لگا رکھا ہے اور بڑی تعداد میں الاٹیز کے پلاٹوں کی ڈپلیکیٹ فائلیں بنا کر فروخت کرچکا ہے۔ارشد مغل ایڈووکیٹ نے کہا کہ وہ متاثرین کی اچھی خاصی تعداد جمع کرکے ہائی کورٹ میں پٹیشن فائل کرنے والے ہیں جس میں عدالت عالیہ سے ریسور اپائنٹ کرانے کی درخواست کی جائے گی تاکہ ناظر ہائی کورٹ سوسائٹی کا سارا ریکارڈ اپنی تحویل میں لیں اور اعجاز شاہ کے دور میں ہونے والے تمام کاموں کی تحقیق کریں اور اس کی رپورٹ ہائی کورٹ میں پیش کریں۔انہوں نے کہا کہ اسی طرح دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ثابت کیا جاسکے گا۔

ڈسٹرکٹ ملیر کورٹ میں اعجاز شاہ کی جعلسازی کے خلاف سول سوٹ نمبر 553/17 زیرسماعت ہے جہاں اس نے ایک الاٹی کے پلاٹ کو دو مختلف لوگوں کو فروخت کیا اب دونوں ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی کررہے ہیں اور اعجاز شاہ سکون سے مال سمیٹ رہا ہے۔اس طرح پلاٹ نمبر B-96 کی فائل اعجاز شاہ نے اپنے سالے آفتاب احمد کے نام بنوائی اور اسے 12 دسمبر 2016 کو روبینہ ندیم کو فروخت کرکے آفتاب احمد کے ذریعہ ہی دوبارہ جعلی فائل بنا کر اس کا سودا ظاہر خان سے 17 جنوری کو کیا۔معاملہ طشت ازبام ہونے پر اس فراڈیئے نے اپنے سالے کے ذریعہ روبینہ ندیم سے یہ فائل دوبارہ خرید کر ظاہر کو دی لیکن روبینہ ندیم کو ابھی تک 20 لاکھ کی ادائیگی نہیں کی جس پر انہوں نے ملیر ڈسٹرکٹ کورٹ میں اس کے سالے کے خلاف سول سوٹ نمبر 176/18 دائر کر رکھا ہے۔

اعجاز شاہ نے پی سی ایس آئی آر سوسائٹی کے رہائشیوں پر جو بڑا ظلم کیا وہ یہ کہ اس نے تقریباً 3000 گز کے اسکول پلاٹ پر 18 رہائشی پلاٹ بنا کر فروخت کردیئے جبکہ لائبریری اور کلینک کے پلاٹ کو بھی رہائشی پلاٹ A-92/93/94 میں تبدیل کرکے اسے بھی اپنے بروکرز کے ذریعے سادہ لوح عوام کو فروخت کردیا۔سوسائٹی کے اندرونی ذرائع بتاتے ہیں ان 21 پلاٹوں کی ضمن میں اعجاز شاہ نے تقریباً 15 کروڑ کمائے ہیں۔قانون کی رو سے کسی بھی بلڈر، ضلعی حکومت یا کوآپریٹو سوسائٹی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ رفاحی پلاٹوں کو کسی اور مقصد کے استعمال کے لئے منتقل کرسکے۔اس سلسلے میں سپریم کورٹ کے متعدد

اینٹی کرپشن کے قابل افسر رضا پٹھان کی جامع انکوائری اعجاز شاہ نے کھڈے لائن لگا دی

اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ بھی پی سی ایس آئی آر ہاؤسنگ سوسائٹی میں اعجاز شاہ کے دور میں ہونے والی بدترین کرپشن کی تحقیقات کر رہی ہے۔ آج کل یہ انکوائری ACE کے اعجاز راجپر کر رہے ہیں۔ اس سے

DIRECTORATE OF
ANTI CORRUPTION ESTABLISHMENT
GOVERNMENT OF SINDH.

Barrack No. 19, Court Road, Saddar, Karachi.

No. EO/DACE/HQ-I/F-9/2018/415 Dated: 20-02-2018

URGENT

To,

The Registrar,
Cooperation Department,
Sindh, Karachi.

Subject: - ENQUIRY AGAINST HONOURARY SECRETARY, OF REHANA LADIES MULTIPURPOSE CHS, RAEES AMORHVI CHS, KAGHAN CHS, GULSHAN-E-KARACHI CHS, PCSIR CHS, SAADABAD CHS, ICI CHS, POST OFFICE CHS AND OFFICIALS OF COOPERATIVE DEPARTMENT.

Whereas, the undersigned is conducting re-enquiry into subject mentioned complaint under the direction of competent authority as per AC Rules, 1993.

Your are requested to direct concerned ARs to appear before the undersigned on 2/02/2018 at 11:00 AM on Barrack No. 19, Court Road, Saddar, Karachi, alongwith following formation/record of the above said societies.

1. Title documents of land of society with measurement.
2. Detail of land whether allotted by the government (BOR, Government of Sindh), If yes, total cost of land, mode of payment, copies of paid challan, detail of payment of differential amount etc.
3. Layout plan approved by the MPGO.
4. Buy Laws of the society.
5. Name, contact number and postal address of present management committee/Administrator/Honorary Secretary.
6. Total number of member of society.
7. Detail of plots category wise i.e. residential, commercial, parks, schools and others amenity etc. with measurement and present position if illegal. occupied/constructed as china cutting, alongwith physical checking report of AR concerned of Cooperative Societies.
8. Allotment register.
9. Detail of cancelled plots.
10. Detail of re-allotment of plots.
11. Audit report for the last ten years.
12. Detail of development work carried out during last ten years in the society.
13. Detail of land sold out/transfer by the society (in acres) if any.
14. Detail of plots amalgamated.

The matter may please be treated as "MOST URGENT"

(AIJAZ ALI RAJPAR)
Enquiry Officer
Directorate of ACE, H.Q-I,
Sindh, Karachi.

ector, Anti Corruption Establishment Karachi for favour of kind information.

اینٹی کرپشن میں PCSIR سوسائٹی میں ہونیوالی کروڑوں روپے کی کرپشن پر انکوائری کا لیٹر

قبل اینٹی کرپشن نے مجسٹریٹ کی موجودگی میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر ACE رضا پٹھان کی سربراہی میں دفتر پی سی ایس آئی آر سوسائٹی میں چھاپہ مارا تھا۔ رضا پٹھان نے پی سی ایس آئی آر سوسائٹی میں ہونے والی بے ضابطگیوں اور کرپشن اور غیر قانونی 56 ٹرانسفر پر مشتمل انتہائی جامع رپورٹ حکام کو پیش کی لیکن اعجاز شاہ نے بھاری رقم خرچ کر کے اس انکوائری کو رد کروا کر دوبارہ انکوائری کا آرڈر کرالیا تھا۔ اب اعجاز راجپر صاحب رضا پٹھان کی طرف سے کی جانے والی جامع انکوائری سے مدد لیں گے یا پھر انکوائری میں سرخ فیتہ کا شکار ہو جائے گی یہ تو وقت ہی بتائے گا۔

فیصلے واضح ہیں جس میں صدر میں آرمی ویلفیئر ٹرسٹ کے رفاحی پلاٹ جس پر میکرو نامی سپر مارکیٹ قائم تھی سابق چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری نے اسے کمرشل مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی اور بالآخر میکرو کو وہ پلاٹ خالی کر کے اپنا بوریا بستر گول کرنا پڑا لیکن پی سی ایس آئی آر سوسائٹی میں قانون کی اس بدترین پامالی پر کوئی پوچھنے والا نہیں، کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ

سے لے کر سندھ بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی، بورڈ آف ریونیو اور ڈپٹی کمشنر آفس صرف تماشائی کا کردار ادا کرتے ہوئے مبینہ طور پر اپنا حصہ وصول کرتے رہے اور درندہ صفت اعجاز شاہ قانون کی دھجیاں اڑاتے ہوئے معصوم لوگوں کو یہ زمینیں

کارستانیوں کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس نے اس لیٹر کو مذکورہ اضافی زمین سے متصل پی سی ایس آئی آر سوسائٹی کے پلاٹ نمبر B-132 سے لے کر B-167 کے الاٹیز کے خلاف استعمال کیا اور انہیں ایک لیٹر بھجوایا کہ سابق

ڈسٹرکٹ ملیر کورٹ میں اعجاز شاہ کی جعلسازی کے خلاف سول سوٹ نمبر 553/17 زیر سماعت ہے جہاں اس نے ایک الاٹی کے پلاٹ کو دو مختلف لوگوں کو فروخت کیا اب دونوں ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی کر رہے ہیں اور اعجاز شاہ سکون سے مال سمیٹ رہا ہے۔ اس طرح پلاٹ نمبر B-96 کی فائل اعجاز شاہ نے اپنے سالے آفتاب احمد کے نام بنوائی اور اسے 12 دسمبر 2016 کو روبینہ ندیم کو فروخت کر کے آفتاب احمد کے ذریعہ ہی دوبارہ جعلی فائل بنا کر اس کا سودا طاہر خان سے 17 جنوری کو کیا

مارکیٹ ویلیو پر فروخت کرتا رہا۔

اعجاز شاہ نے دوسرا بڑا فراڈ جو اس سوسائٹی کے اندر کیا وہ یہ تھا کہ سوسائٹی کا ماسٹر پلان 130 ایکڑ پر پاس تھا جبکہ تقریبا 17 ایکڑ اراضی اس کے مغرب اور شمال کی طرف خالی پڑی تھی اس نے اس زمین پر بھی قبضہ کر کے مغرب کی جانب زمین 240 گز کے 26 پلاٹ کاٹ دیئے جبکہ شمال کی جانب ایریا میں 120 گز کے 17 پلاٹ کاٹ کر فروخت کر دیئے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس زمین کی نہ تو سرکار کو قیمت ادا کی گئی اور نہ ہی ماسٹر پلان سے ریوائزڈ پلان منظور کرایا گیا سوسائٹی کے اندرونی ذرائع بتاتے ہیں کہ اس ایکسٹرا زمین پر پلاٹ فروخت کر کے اعجاز شاہ اینڈ کمپنی نے تقریباً 35 کروڑ روپیہ مبینہ طور پر کمایا ہے۔

دریں اثناء اس ایکسٹرا زمین پر قبضہ کرنے پر ڈی سی ایسٹ نے ایڈمنسٹریٹر پی سی ایس آئی آر سوسائٹی کو لیٹر نمبر DLIK/E/REV.BR/3062/2016 بتاریخ 11 نومبر 2016 ارسال کیا گیا جس میں بتایا گیا کہ انہوں نے 400 ملین کی سرکاری اراضی پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ خط میں لکھا گیا ہے کہ پی سی ایس آئی آر سوسائٹی کو سیکٹر 24-A میں 30 ایکڑ اراضی مختص کی گئی تھی لیکن اس نے متصل 6 ایکڑ اراضی پر قبضہ کر رکھا ہے۔ واضح رہے کہ پی سی ایس آئی آر کی سابق انتظامیہ نے یہ جگہ خالی ہی چھوڑی ہوئی تھی لیکن اعجاز شاہ نے 2015 میں اس جگہ کو سوسائٹی کی باؤنڈری میں لاتے ہوئے اس پر غیر قانونی الاٹمنٹ کر دی۔

اعجاز شاہ کے شیطانی ذہن کی

انتظامیہ نے اس قطعہ اراضی کی قیمت ادا نہیں کی ہے اس لئے ڈپٹی کمشنر اس جگہ کو کینسل کر رہے ہیں اب یا تو اس قطعہ اراضی کے الاٹیز 400 ملین جمع کرائیں۔ یا یہ پیسے ادا کر کے اپنے پلاٹ بچائیں۔

چنانچہ B-132 سے لے کر B-167 کے الاٹیز کی ایک بڑی تعداد نے اس کاغذات کے گورکھ دھندہ میں پڑنے کے بجائے چار دہائیاں قبل اپنے آباؤاجداد کی جائیدادیں بچانے کے لئے اس جابر فرعون کو ادائیگیاں شروع کر دیں، اس سلسلے میں جو الاٹی جتنے میں کٹا اسے کاٹا گیا۔ اندرونی ذرائع کے مطابق فی پلاٹ 20 لاکھ سے لے کر 9 لاکھ روپے وصول کئے گئے۔ اعجاز شاہ نے مذکورہ الاٹیز کو نوٹس جن ایڈووکیٹ سے دلوائے تھے انہیں بعدازاں اس ریکٹ کا علم ہوا تو انہوں نے ڈپٹی کمشنر ایسٹ کو اس سلسلے میں انکوائری کرنے اور الاٹیز کی رقم اعجاز شاہ سے وصول کر کے الاٹیز کو دوبارہ دینے کے لئے لیٹر نمبر KA/41/18 بتاریخ 21-03-2018 کو جمع کرایا جس کا عکس رپورٹ کے ساتھ منسلک ہے اس سلسلے میں ڈپٹی کمشنر ایسٹ نے اے ڈی سی ون عبدالحلیم جاگیرانی کو انکوائری افسر مقرر کیا ہے جو معاملے کی الزامات کی روشنی میں چھان بین کر رہے ہیں۔

پی سی ایس آئی آر سوسائٹی میں اعجاز شاہ کی اس کرپشن کی داستانیں جب زبان زد عام ہونے لگیں تو کوآپریشن ڈیپارٹمنٹ نے 19 اپریل 2017 کو اس کے عہدے سے برطرف کر دیا اور ایم ڈی کوآپریشن الطاف حسین میمن کو ہدایت کی کہ وہ اس سے چارج لے لیں لیکن ایم

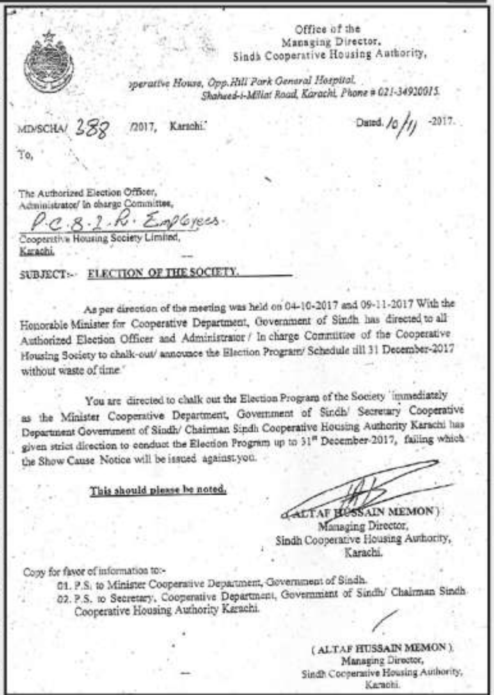

Office of the
Managing Director,
Sindh Cooperative Housing Authority,

...perative House, Opp.Hill Park General Hospital.
Shaheed-i-Millat Road, Karachi. Phone # 021-34920015.

MD/SCHA/ 388 /2017, Karachi. Dated. 10/11 -2017.

To,

The Authorized Election Officer,
Administrator/ In charge Committee,
P.C.S.I.R. Employees
Cooperative Housing Society Limited,
Karachi.

SUBJECT:- ELECTION OF THE SOCIETY.

As per direction of the meeting was held on 04-10-2017 and 09-11-2017 With the Honorable Minister for Cooperative Department, Government of Sindh has directed to all Authorized Election Officer and Administrator / In charge Committee of the Cooperative Housing Society to chalk-out/ announce the Election Program/ Schedule till 31 December-2017 without waste of time.

You are directed to chalk out the Election Program of the Society immediately as the Minister Cooperative Department, Government of Sindh/ Secretary Cooperative Department Government of Sindh/ Chairman Sindh Cooperative Housing Authority Karachi has given strict direction to conduct the Election Program up to 31st December-2017, failing which the Show Cause Notice will be issued against you.

This should please be noted.

(ALTAF HUSSAIN MEMON)
Managing Director,
Sindh Cooperative Housing Authority,
Karachi.

Copy for favor of information to:-
01. P.S. to Minister Cooperative Department, Government of Sindh.
02. P.S. to Secretary, Cooperative Department, Government of Sindh/ Chairman Sindh Cooperative Housing Authority Karachi.

(ALTAF HUSSAIN MEMON)
Managing Director,
Sindh Cooperative Housing Authority,
Karachi.

6ماہ پہلے سوسائٹی میں الیکشن کرانے کے لئے ایڈمنسٹریٹرکوبھیجا گیالیٹرجبکہ اس اثنامیں اعجازشاہ برطرف تھا

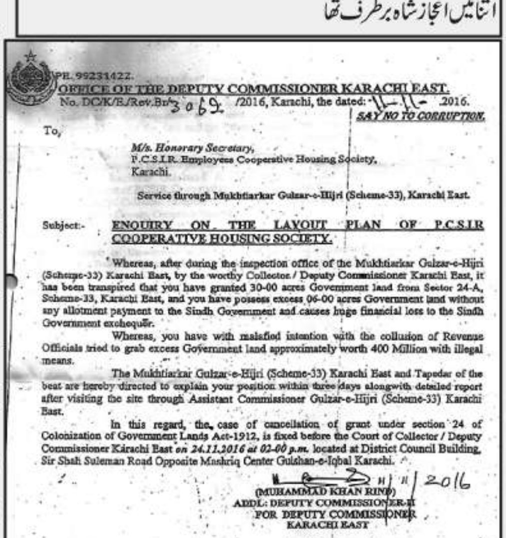

PH. 99231422.
OFFICE OF THE DEPUTY COMMISSIONER KARACHI EAST.
No. DC/K/E/Rev.Br/3069 /2016, Karachi, the dated: 11-11- 2016.
SAY NO TO CORRUPTION.

To,

M/s. Honorary Secretary,
P.C.S.I.R. Employees Cooperative Housing Society,
Karachi.

Service through Mukhtiarkar Gulzar-e-Hijri (Scheme-33), Karachi East.

Subject:- ENQUIRY ON THE LAYOUT PLAN OF P.C.S.I.R COOPERATIVE HOUSING SOCIETY.

Whereas, after during the inspection office of the Mukhtiarkar Gulzar-e-Hijri (Scheme-33) Karachi East, by the worthy Collector / Deputy Commissioner Karachi East, it has been transpired that you have granted 30-00 acres Government land from Sector 24-A, Scheme-33, Karachi East, and you have possess excess 06-00 acres Government land without any allotment payment to the Sindh Government and causes huge financial loss to the Sindh Government exchequer.

Whereas, you have with malafied intention with the collusion of Revenue Officials tried to grab excess Government land approximately worth 400 Million with illegal means.

The Mukhtiarkar Gulzar-e-Hijri (Scheme-33) Karachi East and Tapedar of the beat are hereby directed to explain your position within three days alongwith detailed report after visiting the site through Assistant Commissioner Gulzar-e-Hijri (Scheme-33) Karachi East.

In this regard, the case of cancellation of grant under section 24 of Colonization of Government Lands Act-1912, is fixed before the Court of Collector / Deputy Commissioner Karachi East *on 24.11.2016 at 02-00 p.m.* located at District Council Building, Sir Shah Suleman Road Opposite Mashriq Center Gulshan-e-Iqbal Karachi.

11/11/2016
(MUHAMMAD KHAN RIND)
ADDL: DEPUTY COMMISSIONER-II
FOR DEPUTY COMMISSIONER
KARACHI EAST

Copy to:-
1. The Registrar, Cooperative Housing Societies Government of Sindh Karachi.
2. The Director Master Plan Department, Sindh Building Control Authority, with the request to follow the instructions has already been sent to you vide this office letter No. DC/K/E/Rev.Br/1586/2016, dated 16.06.2016, regarding withdrawal / cancel of letter No. DC/K/E/Rev.Br/01/2016, dated 01.01.2016, and submit approved layout plan if any on the above date and time.
3. The Assistant Commissioner Gulzar-e-Hijri (Scheme-33) Karachi East, for similar action.
4. The Mukhtiarkar Gulzar-e-Hijri (Scheme-33) Karachi East. He is directed to serve the notice upon the concerned and attend the Court of Collector / Deputy Commissioner Karachi East, on the date and time mentioned above. The served or un-served copy of the notice should be submitted / produced on the date of hearing before the Court of Collector / Deputy Commissioner Karachi East, alongwith detailed report and relevant original record of the said property.
5. The Sub-Registrar Gulshan-I & II Karachi, with the direction to stop such all transactions of PCSIR Cooperative Housing Society, till the finalization of the case by the Court of Collector / Deputy Commissioner Karachi East.
6. The P.A to Deputy Commissioner Karachi East.

Note: Served or Un-served copy of notice must be submitted before the Court of Collector / Deputy Commissioner Karachi East, alongwith report of process serve on

DCایسٹ کی جانب سے PCSIR سوسائٹی کو بھیجے جانے والے لیٹر کا عکس جس میں اعجاز شاہ 400 ملین روپے کی زمین پر قبضہ کا الزام عائد کیا گیا ہے اس لیٹر کے بہانے اعجاز شاہ نے B-132 سے لیکر B-167 تک کے الاٹیز سے آڈیٹر ڈیولپمنٹ چارجز اور کوسٹ آف لینڈ کی مد میں کروڑون روپے اینٹھ لئے

ڈی نے اس سے چارج کن وجوہات کی بنا پر نہیں لیا اور وہ کون سی چمک اور مجبوریاں آڑے آئی تھیں کہ انہوں نے اپنے فرائض منصبی سے روگردانی کی اور یہ شخص بغیر کسی چارج کے اب پی سی ایس آئی آر سوسائٹی کا بلاشرکت غیرے مالک بنے بیٹھا ہے اس کا جواب خود ایم ڈی صاحب دے سکتے ہیں جو اس اثناء میں رات کی دعوت سوسائٹی کے آفس واقع گلشن جمال سلاطین ہوٹل کے اوپر بلڈنگ میں اڑانے اکثر اکیلے جاتے تھے۔

سندھ میں قانون کی حکمرانی کی تذلیل اس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ ایک شخص کو 19 اپریل 2017 کو برطرف کیا جاتا ہے اور وہ شخص مسلسل اس سیٹ پر جلوہ افروز ہو کر ہر طرح کے فرائض انجام دے رہا ہے جیسے یہ اس کے باپ کی متروکہ ملکیت ہے۔ اس سلسلے میں جب چند اخبارات میں اس شیطان صفت ایڈمنسٹریٹر کے کارنامے چھپے اور اس کا سرپرست مبینہ طور پر ایم ڈی کو آپریٹو کو ٹھہرایا گیا اور سیکریٹری سے لے کر منسٹر کو آپریٹو اکرام اللہ دھاریجو کی سرپرستی کی طرف انگلیاں اٹھنے لگیں تو ایم ڈی موصوف نے 17 مارچ 2018 کو سچل تھانے میں اعجاز شاہ کے خلاف ان الزامات میں ایف آئی آر کٹوائی کہ وہ

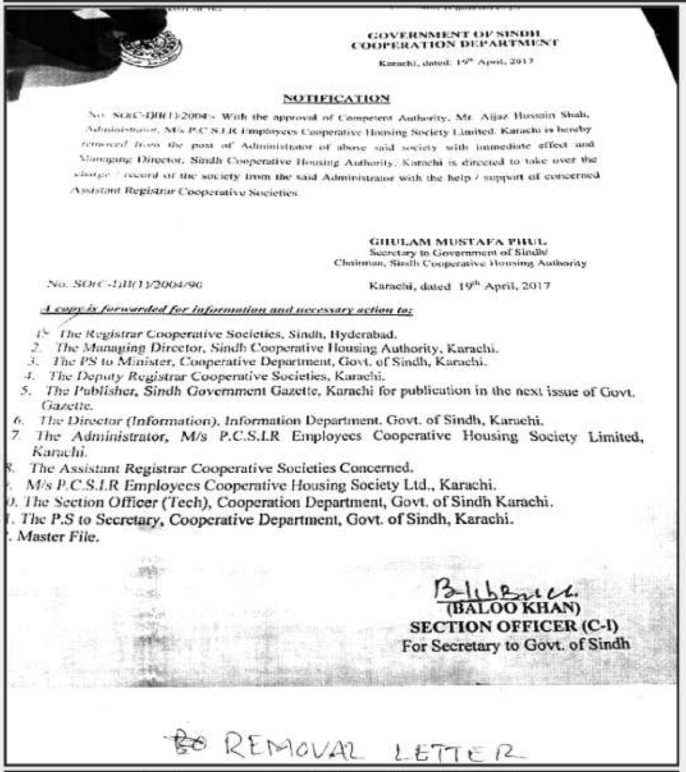

GOVERNMENT OF SINDH
COOPERATION DEPARTMENT

Karachi, dated: 19th April, 2017

NOTIFICATION

No. SO(C-I)II(1)/2004:- With the approval of Competent Authority, Mr. Aijaz Hussain Shah, Administrator, M/s P.C.S.I.R Employees Cooperative Housing Society Limited, Karachi is hereby removed from the post of Administrator of above said society with immediate effect and Managing Director, Sindh Cooperative Housing Authority, Karachi is directed to take over the charge / record of the society from the said Administrator with the help / support of concerned Assistant Registrar Cooperative Societies.

GHULAM MUSTAFA PHUL
Secretary to Government of Sindh/
Chairman, Sindh Cooperative Housing Authority

No. SO(C-I)II(1)/2004/90 Karachi, dated 19th April, 2017

A copy is forwarded for information and necessary action to:

1. The Registrar Cooperative Societies, Sindh, Hyderabad.
2. The Managing Director, Sindh Cooperative Housing Authority, Karachi.
3. The PS to Minister, Cooperative Department, Govt. of Sindh, Karachi.
4. The Deputy Registrar Cooperative Societies, Karachi.
5. The Publisher, Sindh Government Gazette, Karachi for publication in the next issue of Govt. Gazette.
6. The Director (Information), Information Department, Govt. of Sindh, Karachi.
7. The Administrator, M/s P.C.S.I.R Employees Cooperative Housing Society Limited, Karachi.
8. The Assistant Registrar Cooperative Societies Concerned.
9. M/s P.C.S.I.R Employees Cooperative Housing Society Ltd., Karachi.
10. The Section Officer (Tech), Cooperation Department, Govt. of Sindh Karachi.
11. The P.S to Secretary, Cooperative Department, Govt. of Sindh, Karachi.
12. Master File.

(BALOO KHAN)
SECTION OFFICER (C-I)
For Secretary to Govt. of Sindh

BO REMOVAL LETTER

19اپریل 2017 کو اعجاز حسین شاہ کو برطرف کئے جانیوالے لیٹر کا عکس

19اپریل 2017 کو اعجاز حسین کو اس کی پوسٹ ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے آرڈر نمبر (1)2004/90SO(C-1311 کے ذریعے برطرف کر دیا گیا تھا اور ایم ڈی کو اس کا چارج لینے کی ہدایت کی گئی تھی لیکن بار بار لیٹر ارسال کرنے کے باوجود اس نے سوسائٹی کا ریکارڈ اور چارج

پلاٹس فروخت کر رہا ہے۔ مزید برآں وہ سوسائٹی کی فائلوں کی کینسلیشن، ڈپلی کیٹ فائلیں بنانے میں بھی ملوث ہے مزید وہ سوسائٹی کی زمین پر ناجائز تجاوزات کرنے میں بھی مصروف ہے۔ وہ سوسائٹی کے معصوم اراکین کی تضحیک کے ساتھ دھوکہ دہی اور فراڈ کے ذریعہ کروڑوں روپے کمانے کا بھی ملزم

اعجاز شاہ نے دوسرا بڑا فراڈ جو اس سوسائٹی کے اندر کیا وہ یہ تھا کہ سوسائٹی کا ماسٹر پلان 30 ایکڑ پر پاس تھا جبکہ تقریباً 17 ایکڑ اراضی اس کے مغرب اور شمال کی طرف خالی پڑی تھی اس نے اس زمین پر بھی قبضہ کر کے مغرب کی جانب زمین 240 گز کے 26 پلاٹ کاٹ دیئے جبکہ شمال کی جانب ایریا میں 120 گز کے 17 پلاٹ کاٹ کر فروخت کر دیئے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس زمین کی نہ تو سرکار کو قیمت ادا کی گئی اور نہ ہی ماسٹر پلان سے ریوائزڈ پلان منظور کرایا گیا سوسائٹی کے اندرونی ذرائع بتاتے ہیں کہ اس ایکسٹرا زمین پر پلاٹ فروخت کر کے اعجاز شاہ اینڈ کمپنی نے تقریباً 35 کروڑ روپیہ مبینہ طور پر کمایا ہے۔

موصوف ایم ڈی کے حوالے نہیں کیا۔ موصوف نے ایک سرچ وارنٹ نمبر RCS/KYC/36/2018 بتاریخ 17 جنوری 2018 کو جاری کیا لیکن وہ بھی پولیس کے عدم تعاون کے باعث پایہ تکمیل نہ پہنچ سکا۔ ایف آئی آر کے متن کے مطابق ایم ڈی نے لکھا ہے کہ اعجاز حسین شاہ ابھی تک سوسائٹی میں ایڈمنسٹریٹر کی پوسٹ پر قابض ہے اور وہاں غیر قانونی طور پر

ہے۔ لہٰذا سوسائٹی اراکین کے مفادات کو محفوظ بناتے ہوئے اس کے خلاف درج بالا الزامات کے تحت ایف آئی آر درج کی جائے۔ چنانچہ سچل پولیس نے اعجاز حسین شاہ کے خلاف زیر دفعہ 448 (ناجائز قبضہ) 406 (معاہدہ کی خلاف ورزی) 420 (دھوکا دہی اور فراڈ) 468 (سرکاری کاغذات میں ہیرا پھیری) اور دفعہ 471 (جعلی کاغذات کی تیاری پر مشتمل ایف آئی

بلدیاتی اداروں کی کارکردگی پر نظر رکھنے والی ایک این جی اوسوک رائٹس پروٹیکشن ٹرسٹ نے متعددالاٹیز کی درخواست پر پی سی ایس آئی آر سوسائٹی میں ہونے والی اس کروڑوں روپے کی کرپشن، اختیارات کا ناجائز استعمال، رفاحی پلاٹوں کو رہائشی پلاٹوں میں تبدیل کر کے فروخت کر دینا۔جعلی فائلیں اور کروڑوں روپے کے غیر قانونی ترقیاتی فنڈ وصول کرنے کے ثبوتوں کے ساتھ ایک شکایت نیب کراچی اور اسلام آباد کوارسال کی ہے جس کی تصدیق نیب ذرائع نے اپنے ایک لیٹر میں ان کی آئی ڈی جاری کرنے کے حوالے سے کردی ہے، اور جلد ہی یہ معاملہ پوری شدومد کے ساتھ شروع ہونے والا ہے۔

آر نمبر159/2018 درج کرلی۔

سوسائٹی کے اندرونی ذرائع بتاتے ہیں کہ ایم ڈی کوآپریشن الطاف حسین میمن نے یہ ایف آئی آر اپنے سر سے بلا اتارنے کے لئے کہ وہ ایک سال تک اسے لوٹ مار کا موقع فراہم کرنے اور ایک سال کے دوران صرف ایک بار سرچ وارنٹ کے ذریعہ ریکارڈ حاصل کرنے کی کوشش کے الزام سے بچنے کے لئے بظاہر خانہ پری کے لئے درج کروائی۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ریکارڈ میں ایسے کئی خطوط موجود ہیں جو ایم ڈی کوآپریشن الطاف حسین نے 19 اپریل 2017 کے بعد بھی اعجاز حسین شاہ کو بطور ایڈمنسٹریٹر لکھے اور اس میں الیکشن سے لے کر دیگر ہدایات جاری کی گئیں اس ضمن میں لیٹر نمبرMD/388/2017,KARA بتاریخ 10-11-2017 اور لیٹر نمبرMD/SCHA/386/2017 بتاریخ9-11-2017 قابل ذکر ہیں جن کا عکس بھی اس رپورٹ کے ساتھ منسلک ہے۔

اعجاز حسین شاہ کے خلاف ایف آئی آر کے اندراج کے بعد اب کون اس کو بتاتا ہے کہ اس کے خلاف ایف آئی آر درج ہوگئی ہے اور جب پولیس اس کے مکان پر چھاپہ مارتی ہے تو کون الگ سے پیشگی اطلاع دیتا ہے۔ بعدازاں جب اعجاز شاہ ضمانت قبل از گرفتاری کے لئے جاتا ہے تو کون سرکاری وکیل کو اس کی مخالفت کرنے سے روکتا ہے اور وہ بآسانی اپنی ضمانت قبل از گرفتاری کی توثیق کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔ یہ تمام امور اس بات کی تائید نہیں کرتے کہ یہ سارا معاملہ ایک نورا کشتی کے مصداق ہے۔ پولیس کے اندرونی ذرائع بتاتے ہیں کہ ایف آئی آر کو ایم ڈی کوآپریٹو کی جانب سے تعاون نہ کرنے پر اب اسے ''سی'' کلاس کرنے کی تیاری کی جارہی ہے۔تفتیشی ذرائع نے نمائندہ ہیومن رائٹس پوسٹ کو بتایا کہ جب مدعی مقدمہ تعاون نہیں کرے گا تو ہمارے پاس کیس کو داخل دفتر کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہے گا۔ کیا ایم ڈی الطاف حسین میمن کا یہ اقدام اس بات کی غمازی نہیں کرتا کہ وہ اعجاز شاہ کے جرائم میں برابر کے حصہ دار ہیں وہ ہی نہیں بلکہ پورا ڈیپارٹمنٹ اس کی جانب سے تقریباً ایک ارب روپے کے کئے گئے فراڈ کا بدرجہ اتم اور دامے درمے سخنے حصہ دار ہیں۔ کیا اس حرام آمدنی اور الاٹیز کی زندگی بھر کی کمائی کو پل بھر میں اڑانے کے جرم میں سزا صرف اس ملک کا بوسیدہ، گلاسڑا اور بدبودار نظام دے سکتا ہے۔نہیں!''خدا کی لاٹھی بے آواز ہے''، جس نے بقدر جثہ اس جرم میں ہاتھ دھوئے ہوں گے انہیں یقیناً اس دنیا میں بھی سزا ملے گی اور آخرت میں تو اللہ کا انصاف ہے ہی بے داغ، بے اعتراض اور بے مثال۔

بلدیاتی اداروں کی کارکردگی پر نظر رکھنے والی ایک این جی اوسوک رائٹس پروٹیکشن ٹرسٹ نے متعددالاٹیز کی درخواست پر پی سی ایس آئی آر سوسائٹی میں ہونے والی اس کروڑوں روپے کی کرپشن، اختیارات کا ناجائز استعمال، رفاحی پلاٹوں کو رہائشی پلاٹوں میں تبدیل کر کے فروخت کردینا۔جعلی فائلیں اور کروڑوں روپے کے غیر قانونی ترقیاتی فنڈ وصول کرنے کے ثبوتوں کے ساتھ ایک شکایت نیب کراچی اور اسلام آباد کوارسال کی ہے جس کی تصدیق نیب ذرائع نے اپنے ایک لیٹر میں ان کی آئی ڈی جاری کرنے کے حوالے سے کردی ہے، اور جلد ہی یہ معاملہ پوری شدومد کے ساتھ شروع ہونے والا ہے۔

سوک رائٹس پروٹیکشن ٹرسٹ کے نائب صدر سید طلعت شاہ نے ہیومن رائٹس پوسٹ کو بتایا کہ ہم اعجاز شاہ کے خلاف انکوائری کے لئے ہر ممکن سطح تک جائیں گے۔انہوں نے کہا کہ اعجاز شاہ نے اپنے ٹولے کے ذریعے سوسائٹی کے اندر غیر قانونی تعمیرات کا بازار گرم کیا ہوا ہے اور وہاں ایک پولیس کا انسپکٹر بلڈر بنا ڈھڑلے سے غیر قانونی تعمیرات کروارہا ہے۔جس کے خلاف ہم نے سندھ بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی میں بھی درخواستیں دائر کی ہوئی ہیں۔ انہوں نے کہا اس سوسائٹی کے نقشہ SBCA نے بند کر رکھے ہیں۔لیکن محکمہ کے کرپٹ افسران لاکھوں روپے فی بلڈنگ رشوت لے کر اپنی آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں۔جن میں جمیل میمن، وقار میمن، علی رضا اور دانش بھٹو کے نام قابل ذکر ہیں جن کے خلاف ہم اینٹی کرپشن کورٹ میں بھی کیس دائر کریں گے۔

PCSIR ہاؤسنگ سوسائٹی کے الاٹیز/متاثرین متوجہ ہوں

بلدیاتی امور پر کام کرنے والی این جی اوسوک رائٹس پروٹیکشن ٹرسٹ نے سوسائٹی میں چائنہ کٹنگ، رفاحی پلاٹوں کو رہائشی پلاٹوں میں تبدیل کرنے اور ترقیاتی وغیر ترقیاتی فنڈ کی مد میں کروڑوں روپے کے غبن اور جعلی فائلیں بنانے پر ایڈیٹر اعجاز شاہ کے خلاف نیب میں درخواست دائر کررکھی ہے۔اگر آپ بھی بالا امور میں سے کسی زیادتی اور چیرہ دستی کا شکار ہیں تو این جی او کا لیگل سیل آپ کو بلامعاوضہ مشاورت فراہم کرے گا اور ہم آپ کی شکایت اعلیٰ حکام تک پہنچائیں گے۔مکمل اطمینان کے ساتھ رابطہ کریں۔

طلعت شاہ (نائب صدر) 0345-3051960

ایڈمنسٹریٹر کے دور میں ہونے والی تمام لیزیں غیر قانونی

No. SO(C-I)16(46)/86(Pt-IV)
GOVERNMENT OF SINDH
COOPERATIVE DEPARTMENT

Karachi, dated, 2nd November, 2017

To,

The Managing Director,
Sindh Cooperative Housing Authority,
Karachi.

SUBJECT: INSTRUCTIONS UNDER SINDH COOPERATIVE HOUSING AUTHORITY ORDINANCE 1982

I am directed to state that it has been observed with deep concern that the department faces lot of litigation before various Honourable Courts and also inquiries/investigations by different agencies particularly after the appointment of administrators or administrator supervisors with committees as these persons whether officials/private usually found violating byelaws/rules of the society by acting beyond mandate provided under notifications under Section-7 of the said ordinance. In fact these notifications obligate upon them to strictly comply with the notified mandate i.e. verification of members of the society, convening of general body meetings, announcement of election schedule and conduct of election in a transparent manner under the societies law and Sindh Cooperative Housing Authority Ordinance, 1982 and Rules, 1927.

2. With a view to acting beyond their competency, these officials/persons so appointed are invariably violating the byelaws/rules hence following instructions are being issued for strict compliance:

i. No allotment/cancellation of residential, commercial or amenity plots should be made.

ii. No new members should be enrolled in the society.

iii. No property/assets of the society should be disposed off/sold or transferred.

iv. No paid employees/legal advisor should be appointed.

[illegible]

- 2 -

v. No payment and expenditure towards development of land.

vi. The bank accounts must be operated under the joint signatures of the Administrator/secretary/supervisory management.

vii. Only normal day to day expenditure relating to the affairs of the society is incurred.

viii. Payment of Rs. 500/- and above shall be made through cross cheques only.

ix. Except for monthly salaries to the staff prior approval should be obtained from the Authority for expenditure of Rs. 25,000/- (Rupees Twenty Five Thousand Only) and above.

x. Monthly statement of income & expenditure must be submitted to the administrative department.

xi. Administrator/Supervisor with management notified by the department in superseded cooperative society shall be responsible to provide legal procedural help to the superseded societies to safeguard the interest of the genuine members in transparent manner under rules/byelaws.

3. Administrator/Supervisor with management notified by the government in superseded cooperative societies shall immediately comply with the mandate of their notification i.e. verification process of the society, convening of general body meetings, announcement of election schedule and conduct of transparent election and handing over the charge of the society alongwith all record to the management.

4. I am therefore, further directed to request you to get compliance on these instructions and submit report on fortnightly basis.

SECTION OFFICER (C-I)
For Secretary to Government of Sindh

Copy for information to:-

- The Registrar, Cooperative Societies, Sindh, Camp Office @ Karachi for strict compliance and submit report in the 1st week of every month.
- PS to Minister for Cooperative Department, Government of Sindh, Karachi.
- PS to Secretary, Cooperative Department, Govt., of Sindh, Karachi.
- Master File.

B

Office of the
Managing Director,
Sindh Cooperative Housing Authority,

Cooperative House, Opp. [illegible] Park General Hospital,
Shaheed-e-Millat Road, Karachi. Phone # [illegible]

MD/SCHA/ 386 /2017, Karachi.   Dated. 9 - 11 -2017.

To,

The Administrator In-charge Committee,
P.C.S.I.R. Employees
Cooperative Housing Society Limited,
Karachi.

SUBJECT:- INSTRUCTION UNDER SINDH COOPERATIVE HOUSAING AUTHORITY ORDINANCE 1982.

Find enclosed herewith letter No. SO(C-I)16(46)/86(Pt-IV), dated 02-11-2017 of Cooperative Department, Government of Sindh, for strict compliance in letter and spirit.

You are also directed to furnish progress report on each and every point of the instructions as contained in the above referred, on or before 5th of every month for submission to the concerned quarter.

(ALTAF HUSSAIN MEMON)
Managing Director,
Sindh Cooperative Housing Authority,
Karachi.

Copy for favor of information to:-

01. P.S. to Minister Cooperative Department, Government of Sindh.
02. P.S. to Secretary, Cooperative Department, Government of Sindh/ Chairman Sindh Cooperative Housing Authority Karachi.
03. Registrar Cooperative Societies, Sindh, Camp @ Karachi.
04. Section Officer (C-I) Cooperative Department, Government of Sindh.

(ALTAF HUSSAIN MEMON)
Managing Director,
Sindh Cooperative Housing Authority,
Karachi.

کوآپریشن ڈپارٹمنٹ کی جانب سے ایڈمنسٹریٹرز کی ذمہ داریوں کا ہدایت نامہ اس میں جن کاموں سے منع کیا گیا ہے اعجاز شاہ نے وہ سارے ہی کر ڈالے اور پوری سندھ حکومت بغلیں بجا رہی ہے۔

کوآپریشن ڈیپارٹمنٹ نے ایسی تمام سوسائٹیوں کے ایڈمنسٹریٹرز کو ایک ہدایت نامہ جاری کیا اور انہیں سندھ کوآپریٹو ہاؤسنگ اتھارٹی آرڈیننس 1982 کے تحت پابند کیا ہے کہ وہ درج ذیل امور ہرگز انجام نہیں دیں گے۔

* ایڈمنسٹریٹر سوسائٹی میں کسی بھی رہائشی، کمرشل، اور رفاحی پلاٹ کی الاٹمنٹ اور منسوخی نہیں کرسکتا۔

*ایڈمنسٹریٹرز سوسائٹی میں کسی کو بھی نئے ممبر کے طور پر انرول نہیں کرسکتا۔

*ایڈمنسٹریٹر سوسائٹی کی جائیداد و اثاثہ جات کو تلف /فروخت اور منتقلی نہیں کرسکتا۔

* کوئی بھی تنخواہ دار ملازم/ قانونی مشیر کی تقرری نہیں کرسکتا۔

* زمین کے ترقیاتی کام کی مد میں نہ کچھ خرچ کرسکتا ہے اور نہ ہی وصول کرسکتا ہے۔

* سوسائٹی کا بینک اکاؤنٹ دوہرے دستخط یعنی ایڈمنسٹریٹر کے ساتھ سیکریٹری/نگراں انتظامیہ کے ساتھ آپریٹ کرسکتا ہے (تنہا نہیں کرسکتا)

* سوسائٹی چلانے کے لئے صرف معمول کے اخراجات روزانہ کی بنیاد پر کرسکتا ہے۔

*500 روپے یا اس سے زائد کی رقم کے لئے صرف کراس چیک کے ذریعہ ہی ادائیگی کرسکتا ہے۔

* اسٹاف کی تنخواہوں کے علاوہ 25000 یا اس سے زائد کے اخراجات کے لئے اتھارٹی سے پیشگی اجازت حاصل کرے گا۔

* آمدنی اور اخراجات کا ماہانہ گوشوارہ لازمی طور پر کوآپریٹو کے ڈیپارٹمنٹ میں جمع کرائے گا۔

* کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے مقرر کی جانے والی نگراں انتظامیہ/ ایڈمنسٹریٹر سوسائٹی کے اصل اراکین کے مفادات کے تحفظ کے لئے قانون کے مطابق ہر قانونی طریقہ کار اپنائیں گے۔

یہ وہ تمام کام تھے جو ایک ایڈمنسٹریٹر نے نہیں کرنے تھے لیکن یہ تمام امور اعجاز شاہ نے نہ صرف کئے بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر کئے۔ یہ تن تنہا سوسائٹی کا اکاؤنٹ چلا رہا ہے۔ سوسائٹی میں آنے والی تمام رقوم یہ ایک عرصہ تک روزانہ لاکھوں روپے کیش نکلواتا رہا۔ جو بینک اسٹیٹمنٹ کے ذریعہ بآسانی حاصل کی جاسکتی ہے۔ جب کسی ایڈمنسٹریٹر کو پلاٹ ٹرانسفر کرنے کا ہی اختیار نہیں ہے تو وہ لیز کس طرح کرسکتا ہے۔ لیکن اعجاز شاہ نے اپنے حصہ میں سینکڑوں پلاٹوں کی لیز کروالی ہے اور لیز فارمیٹ میں اس کا نام اعجاز علی لکھا جاتا ہے اور اس کے بعد جو نام شناختی کارڈ میں ہے یعنی اعجاز حسین تحریر کیا جاتا ہے یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ ایسا کیوں لکھا جاتا ہے کیا کسی اعجاز علی نام کے شخص کا بطور ایڈمنسٹریٹر تقرر کیا گیا تھا جس کی آڑ میں اعجاز حسین کام اتار رہا ہے یا اس نے وہاں اپنا نام ہی اعجاز علی لکھوایا تاکہ سوسائٹی میں ہونے والے غلط کام کا ملبہ اعجاز علی پر ڈالا جائے اور یہ صاف نکل جائے۔ مزید کیا لیزیں رجسٹرڈ کرنے والے سب رجسٹرار نے کوآپریشن ڈیپارٹمنٹ کا وہ نوٹیفکیشن دیکھا ہے جس کی رو سے اسے لیزیں کرنے کا اختیار ہے۔ اگر ایسا نہیں تو اس کے دور میں ہونے والی تمام لیزیں غیر قانونی اور قابل البطال تصور کی جائیں گی اور سب رجسٹرار بھی اس غلط کام کا برابر کا ذمہ دار ٹھہرے گا۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ 19 اپریل 2017 کو برطرف ہونے کے بعد اعجاز شاہ درجنوں لیزیں کراتا رہا ہے اور اب ان لیزوں کی منسوخی اور ریکارڈ کو طلب کرنے کے لئے ایک ماہر قانون اینٹی کرپشن کورٹ میں کیس داخل کررہے ہیں جس میں برسب رجسٹرار اور اعجاز شاہ کا سارا کچا چٹھا سامنے آجائے گا کیونکہ سب رجسٹرار کو ایک قانون نوٹس کے ذریعہ انتباہ کیا جاچکا ہے کہ وہ اعجاز شاہ کی ایگزیکیوشن میں ہونے والی تمام لیز فوری منسوخ کرے اور اس نے ایسا نہیں کیا تو ساری ذمہ داری براہ راست سب رجسٹرار پر عائد ہوجائے گی۔

KARAM ASSOCIATES
ADVOCATES & LEGAL CONSULTANTS

Suite, B-6, 3rd Floor, Ali Centre, Plot No. SB-7, Block-13/C, near Ashfaq Memorial Hospital Gulshan-e-Iqbal main University Road Karachi.
Ph: 021-34831391, Fax: 34989185

NADEEM AHMAD JAMAL
Advocate High Court

HUJJAT UR REHMAN
Advocate High Court

Ref: KA/45/18   *Date: 30-03-18*

To,
The Sub Registrar Gulshan II
District Council office,
Sir Shah Suleman Road,
Karachi.

Sub: **TO STOP THE LEASE OF PCSIR SOCIETY SCHEME 33**

Respected Sir,

[illegible] my client Mr. Sarfaraz uddin S/O Siraj Uddin resident of PCSIR [illegible] Scheme 33, Gulzar e Hijri Karach, I am addressing you as follows:

[illegible] requiring your kind attention on rampant corruption, manipulation, misappropriation and making forged files by the Administrater Aijaz Hussain Shah in PCSIR Co-operative housing Society situated in Gulazar-e-Hijri Scheme 33, Sector 24-A, Karachi.

It is submitted that the so called administrator Aijaz Hussain Shah has been converted the amenity land into residential and commercial plots and sold out the innocent people in the pretext proposed revised plan, which is not approved yet.

That so called administrator Aijaz Hussan Shah has been removed from his post since 19th April 2017, but he is still functioning unlawfully with the complicity of some black sheep of Cooperation department. In this connection any kind of property transaction of PCSIR Society on his behalf shall deem illegal and unlawful.
(Copy of removal Letter is enclosed herewith as Annexure-A)

That according to Manual of Cooperative law the scope of working of an administrator deems very limited and he was appointed for specific period of three month and his basic obligation is assigned to hold the election of society and then hand over the charge of management to the elected body. But administrator hold the seat despite of passing 4 years with complicity and alleged patronizing of Managing Director Co-operation Mr. Altaf Memon & other staff of Cooperation department, wherein he is plundering and looting the innocent people in pretext of NOC for Sale, development charges, utility charges, cost of land & many more lame.

Cont/page...2

KARAM ASSOCIATES
ADVOCATES & LEGAL CONSULTANTS

Suite, B-6, 3rd Floor, Ali Centre, Plot No. SB-7, Block-13/C, near Ashfaq Memorial Hospital Gulshan-e-Iqbal main University Road Karachi.
Ph: 021-34831391, Fax: 34989185

NADEEM AHMAD JAMAL
Advocate High Court

HUJJAT UR REHMAN
Advocate High Court

(2)

It is pertinent to state the M.D. sent a letter vide No. MD/SCHA/386/2017 Karachi, dated 09-11-2017, in which fully described the instructions under Sindh Cooperation Housing Authority Ordinance 1982 and he has been directed to do not such act mentioned in the notification, but interestingly he has done all works, which had to be restricted. According to the said direction he is not entitled to get execute sub-lease or any other property transaction through your office, but it has been learnt that you are continuously leasing out the property of PCSIR Society with execution of removed administrator Aijaz Hussain Shah.
(Copy of Letter of Instruction is enclosed herewith as Annexure-B)

That print media also revealed tha legends of corruption of so called administrator Aijaz Hussain Shah, in which Daily Jur'rat, Daily Eman, Daily Muqadma and Daily Sachal Times are notable. Wherein no action has been taken against the Aijaz Hussain Shah by the Cooperation department, which shows the full support and back hand of said department. **(Press Clippings are enclosed herewith as Annexure- C to C/**

That many investigation agencies are conducting and inquiring about the affiair of PCSIR Society, in which an inquiry of Anti Corruption Establishment is under way by the investigation officer Aijaz Rajpar and he directed the Registrar to submit the record of the society but matter still in vain. **(Copy of Letter of ACE is enclosed herewith as Annexure-D)**

That the Administrator allegedly converted the amenity plots of School, Hospital and Library into residential and sold out to innocent people through different estates agents without any auction and approval of revised plan, which comprised cost of approximately 250 to 300 millions of rupees. It is submitted that you are leasing such plots, which are converted from the amenity space into residential purpose. The number of such plots are given in the map.
Copy of approved plan and deviated plan is enclosed herewith as Annexure- E & E/1, in which Yellow color of marking is denoting the conversion of public amenities into residential plots and highlighting the pink marking as encroached of extra government land without paying the cost of land and outer development charges as well as without approval of revised plan.

Cont/page...3

KARAM ASSOCIATES
ADVOCATES & LEGAL CONSULTANTS

Suite, B-6, 3rd Floor, Ali Centre, Plot No. SB-7, Block-13/C, near Ashfaq Memorial Hospital Gulshan-e-Iqbal main University Road Karachi.
Ph: 021-34831391, Fax: 34989185

NADEEM AHMAD JAMAL
Advocate High Court

HUJJAT UR REHMAN
Advocate High Court

(3)

Further an FIR No. 159/2018 has been lodged against Aijaz Hussain Shah upon the complaint of MD Sindh Cooperation Housing Authority U/S 406, 420, 447, 468 and 471 of PPC in respect of land grabbing, cheating, making of forged documents files and selling to innocent people in the name of PCSIR CHS.
Copy of FIR is enclosed herewith and marked as Annexure-F

Therefore, in the light of above facts, you are called upon to stop the lease and any other transaction of PCSIR Society with immediate effect. Further to cancel such transactions, which have been materialized with the execution of Ex-administrator Aijaz Hussain Shah.

That my client is intended to file a constitutional petition in High Court of Sindh seeking cancellation of all leases done by the execution of Aijaz Hussain Shah.

Thanking you

Looking forward for your kind cooperation

Nadeem Ahmed
Advocate High Court
0300-8200997

Cc.
- Chief Justice Sindh High Court
- Director General NAB Sindh
- Chairman Anti Corruption Establishment
- Secretary Cooperation Govt of Sindh
- Incharge Complaint Cell CM House Sindh

برطرف ہونے کے باوجود درجنوں لیزیں کرانے پر سب رجسٹرار گلشن ٹاؤن کو دیا گیا اعتراض کا عکس

'میری قید کا ذمہ دار معاشرہ، حکومت اور میڈیا ہے'

ریاض سہیل

اسما نواب نے اپنے والد، والدہ اور بھائی کے قتل میں ملوث ہونے سے ہمیشہ انکار کیا ہے۔ اسما نواب نے 20 سال کے بعد گھر کا دروازہ کھولا تو اندر ایک رکا ہوا وقت اس کا منتظر تھا، دیوار پر ٹنگی ہوئی ایک بند گھڑی اور کیلنڈر کے سوا اور کچھ نہیں بچا تھا۔

اسما نواب پر والد، والدہ اور بھائی کے قتل کی سازش کرنے کا الزام تھا، دسمبر 1998 میں انہیں اسی الزام میں گرفتار کیا گیا تھا اور رواں سال 3 اپریل کو انھیں شہادتوں کی عدم دستیابی پر بری کر دیا گیا۔ دو روز قبل وہ اسی گھر میں داخل ہوئیں۔

بی بی سی سے بات کرتے ہوئے اسما نے بتایا کہ جو گھر انھوں نے ہرا بھرا چھوڑا تھا اس میں کچھ بھی نہیں بچا۔ یہاں تک کہ فیملی کی تصاویر اور ان کی اسناد تک موجود نہیں تھیں۔ واقعے کے بعد سے یہ گھر پولیس کی تحویل میں تھا۔

اسما نواب کا دعویٰ ہے کہ اس روز وہ کالج سے فارم لے کر واپس آئیں تو گھر کا دروازہ کھلا تھا جب اندر داخل ہوئی تو گھر میں والد، والدہ اور بھائی کی لاشیں موجود تھیں۔ انہوں نے بہت شور مچایا اور خالہ کے گھر جا کر صورتحال سے آگاہ کیا لیکن خالہ نے انھیں واقعے کا ذمہ دار قرار دیا۔ دوسرے روز پولیس نے انہیں بیان کے لیے تھانے پر طلب کیا اور حراست میں لے لیا۔

استغاثہ کے مطابق اسما نے پسند کی شادی کی اجازت نہ ملنے پر اپنے ساتھی فرحان کے ہمراہ سعود آباد میں نواب حسین، ان کی بیوی ابرار بیگم اور 24 سالہ بیٹے فہیم کے ہاتھ باندھ کر تیز دھار آلے سے گلے کاٹ دیئے تھے۔ اسما اِس الزام سے انکار کرتی ہیں۔

جیل میں 20 سال کے دوران اسما نواب نے ٹیچنگ اور کمپیوٹر کے علاوہ بیوٹیشن کے کورس بھی کیے اور رہائی سے قبل تک وہ منشی کا کام کرتی تھی۔ بقول ان کے جن خواتین کی عدالت میں پیشی ہوتی یا جن کی ملاقات آتی تھی ان کی فہرست ان کے حوالے کی جاتی اور وہ ان خواتین کو آگاہ کرتی تھیں۔ اسما

نواب کہتی ہیں کہ مزید پڑھائی کے حصول میں اسناد کی عدم دستیابی رکاوٹ بنی جو موجود نہیں تھیں اور کوئی ایسا نہ تھا جو انھیں یہ دستاویزات لا کر دیتا۔

اسما نواب کے خاندان نے ان سے لاتعلقی کا اظہار کر دیا اور کوئی بھی ملاقات کے لیے نہیں آتا تھا۔ جس کی وجہ اسما اپنی خالہ کو قرار دیتی ہیں کہ انہوں نے ایسی منظر کشی کی کہ سب انھیں ہی ذمہ دار سمجھتے تھے۔

بلکل اس کے برعکس تھیں اس سے کوفت ہوتی تھی۔'

اسما نواب کا کہنا تھا کہ جیل کے باہر سے اندر کے رشتے زیادہ مضبوط ہو جاتے ہیں کیونکہ قیدی خواتین 24 گھنٹے ساتھ ہوتی ہیں جبکہ گھر والے صرف ہفتے میں دو یا تین بار ملنے آتے ہیں اگر کوئی پریشان ہوتی ہے تو ہم ہی حوصلہ دیتے ہیں گھر والے تو رات کو آ کر حوصلہ نہیں دیں گے اس لیے قیدی ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں۔

اسما نواب جیل میں سب سے سینئر خاتون قیدی تھی اس عرصے میں انہوں نے سات سہیلیاں بنائیں جو آہستہ آہستہ رہا ہو گئیں اور وہ اکیلی رہ گئیں۔

'میرا بیرکس اور باہر جانے کو دل نہیں چاہتا تھا، ساری سہیلیاں رہائی حاصل کر چکی تھیں۔ ہم میں انڈرسٹینڈنگ بہت زیادہ تھی۔ جیسے جیسے وقت گذرتا گیا ان کی باتیں اور یادیں چلی آتی تھیں۔' میں

'12 سال کے بعد 2012 میں خالو ملاقات کے لیے آئے۔ اس روز مجھے بڑی خوشی اور حیرت ہوئی تھی مجھے یقین ہی نہیں آ رہا تھا، جیل حکام نے ان کا شناختی کارڈ دکھایا تب یقین آیا۔ اس کے بعد وہ ملنے آتے رہے لیکن اب وہ بھی حیات نہیں رہے۔'

20 سال کی قید میں اسما نواب سے زمانہ طالب علمی کی صرف ایک دوست ملنے آئیں لیکن اسما نے ان سے بھی ملنے سے انکار کر دیا۔ اس کی وجہ وہ بتاتی ہیں کہ یہ ملاقاتی کوفت کا باعث بن رہے تھے۔

'میں ہمت ہار چکی تھی کہ مجھے اب کسی سے نہیں ملنا ہے۔ این جی اوز کے جو لوگ آتے تھے وہ تکلیف کا باعث بنتے تھے اگر آپ مجھ سے کوئی بات پوچھ رہے ہیں تو مجھے ہمت اور حوصلہ دیں لیکن یہ خواتین بہت پریشان ہو جاتی تھی اور یہ دکھ کسی کے ساتھ بانٹ بھی نہیں کر سکتی تھی۔'

انسداد دہشت گردی کی عدالت نے 12 روز میں اسما نواب کو دو بار سزائے موت سنائی جبکہ اس مقدمے کو مکمل ہونے میں 20 سال لگ گئے۔ اسما نواب کہتی ہیں کہ ملک کا عدالتی نظام ٹھیک نہیں ہے ورنہ وہ 2012 ہی میں رہا ہو جاتیں۔

'تاریخ پر عدالت لے جاتے تھے لیکن کبھی وکلا کی ہڑتال تو کبھی شہر کے حالات خراب اور کبھی جج نہیں سنتے تھے۔ کئی سال کیس چلتے رہتے ہیں مگر کوئی فیصلہ نہیں ہو پاتا کوئی وکیل نہیں ہوتا کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا خواتین قیدی پریشان ہو جاتی ہیں کہ ہم کب تک ایسے رہیں۔ کوئی آنکھیں پوچھنے والا نہیں ہوتا۔

ایڈووکیٹ جاوید چھتیاری پہلے روز سے مقدمے کی پیروی کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ انسداد دہشت گردی کی عدالت کی سزا کے خلاف انہوں نے ہائی کورٹ میں اپیل کی کہ اس میں آٹومیٹک اسلحہ استعمال نہیں ہوا، جس پر عدالت نے مقدمہ واپس بھیج دیا لیکن ریاست سپریم کورٹ میں چلی گئی اور عدالت نے حکم جاری کیا کہ مقدمہ تیکنیکی بنیادوں پر نہیں میرٹ پر چلایا جائے۔

'کوئی جج سننے کو تیار نہ تھا۔ بالاخر 2006 میں ایک فیصلہ آیا جس میں ہائی کورٹ کے دو ججوں نے متضاد فیصلہ دیا۔ جسٹس رانا شمیم نے سزا برقرار رکھی جبکہ جسٹس سائیں ڈنو میتلو نے بری کر دیا، جسٹس مقبول باقر ریفری جج مقرر کیے گئے لیکن ان کا تقرر سپریم کورٹ میں ہو گیا۔ اس کے بعد جسٹس عبدالرسول میمن ریفری جج ہوئے انہوں نے سزا برقرار رکھی۔ ہم نے سپریم کورٹ میں اپیل کی۔ بالاخر سپریم کورٹ نے تین سال کے بعد ناکافی شہادتوں کی بنیاد پر بری کر دیا۔ اسما نواب سے میں نے پوچھا کہ وہ 20 سال کی قید کا ذمہ دار کسے سمجھتی ہیں تو انہوں نے معاشرے اور حکومت کے ساتھ میڈیا کو بھی اس کا ذمہ دار قرار دیا۔ بقول ان کے جو کبھی پوچھا ہی نہیں گیا وہ باتیں بھی خبر میں شامل کی جاتی تھیں جس سے ان کا کیس بہت خراب ہو گیا۔ اسما اب اپنی تعلیم جاری رکھنا چاہتی ہیں۔ اس کے بعد ملازمت کی خواہشمند ہیں لیکن ایک ایسی ملازمت جس سے وہ ضرورت مند خواتین کے مقدمات میں مدد کر سکیں۔

سمیع الدین صدیقی ایک سینئر سول سرونٹ ہیں انہوں نے 1993 میں سول سروس جوائن کی۔ وہ سندھ میں کئی اہم سرکاری ذمہ داریوں پر فائز رہے وہ 2000 سے 2001 تک ڈپٹی کمشنر ملیر رہے، 2002 سے 2004 تک اسسٹنٹ کمشنر مائینز فائز رہے 2004 سے 2005 تک سیکریٹری سندھ انڈسٹری ٹریڈنگ اسٹیٹ لمٹیڈ سائٹ، 2005 سے 2006 تک اسسٹنٹ کمشنر مائنز فائز رہے 2006 سے 2007 تک ڈائریکٹر سیسی کورنگی ڈائریکٹوریٹ، 2007 سے 2008 تک سیکریٹری سائٹ لمیٹڈ 2008 سے 2009 تک ڈی سی اوتھر پارکر 2009 میں وائس کمشنر سیسی 2009 سے 2011 تک ڈی سی او جامشورو، 2011 میں ڈائریکٹر صوبائی محتسب آفس 2011 سے 2012 تک ایم ڈی سندھ اسمال انڈسٹری، 2012 سے 2014 تک ڈی سی ملیر/ایڈیشنل میونسپل کمشنر 2014 سے 2015 تک میٹروپولیٹن کمشنر کراچی، 2015 میں ایڈیشنل سیکریٹری (PHED) لوکل گورنمنٹ اور پھر اسپیشل سیکریٹری لوکل گورنمنٹ 19 اپریل 2017 سے 26 ستمبر 2017 تک ڈی جی انفارمیشن اینڈ آرکائیوز اور 26 ستمبر 2017 سے اب تک ڈی جی کے ڈی اے کے عہدے پر براجمان ہیں۔ ہیومن رائٹس پوسٹ نے ان کی گراں قدر خدمات کے پیش نظر ایک خصوصی انٹرویو کیا جو پیش نذر قارئین ہے۔

کے ڈی اے کا کھویا ہوا وقار بحال کر کے رہوں گا، سمیع الدین صدیقی

سپریم کورٹ کے فیصلے کی وجہ سے رفاحی پلاٹ خالی ہوئے ورنہ کسی کی جرات نہیں تھی، 4 لو کاسٹ ہاؤسنگ اسکیمیں لا رہا ہوں بڑے مگرمچھوں کا سامنا کرنا پڑے گا

کھربوں روپے کے اس ہاؤسنگ پروجیکٹس سے کے ڈی اے پھر سے کماؤ پوت ادارہ بن جائیگا، ڈائریکٹر جنرل کے ڈی اے کا ہیومن رائٹس پوسٹ کو خصوصی انٹرویو

HRP: آپ نے سول سروس کب جوائن کی اور

ندیم احمد جمال

KDA میں بحیثیت ڈی جی چارج کب سنبھالا؟

سمیع صدیقی: 1993 میں، میں سول سروس میں آیا تھا۔ ڈی جی کے ڈی اے کا چارج سنبھالے ہوئے مجھے تقریباً 6 ماہ ہوگئے ہیں۔

HRP: کے ڈی اے میں چارج سنبھالنے کے بعد آپ کے لئے پہلا چیلنج کیا تھا؟

سمیع صدیقی: اس ادارے کا چارج سنبھالنے کے بعد میرے لئے سب سے بڑا چیلنج جو سامنے آیا وہ سپریم کورٹ کے احکامات کے مطابق عرصہ دراز سے رفاحی پلاٹوں پر قائم تجاوزات کا خاتمہ تھا۔ چنانچہ میں نے اسے ایک چیلنج اور ذمہ داری سمجھ کر قبول کیا اور اب تک کے ڈی اے کے 180 سے زائد پلاٹوں پر انہدامی کارروائی کر چکا ہوں۔ جس میں 54 پلاٹ ایسے گراؤنڈ تھے جو کھیلوں کے لئے مختص تھے اسے میں نے فوری طور پر کسی سے پوچھے بغیر کے ڈی اے کی نگرانی میں لے لیا ہے۔ ان گراؤنڈ کو ان کی حیثیت کے مطابق پلے گراؤنڈ بنایا جائے گا جس میں سے یونیورسٹی روڈ اور نیپا چورنگی پر واقع ایک گراؤنڈ کا کل افتتاح ہو چکا ہے جہاں آسٹروٹرف ڈال کر اسے ہاکی اسٹیڈیم بنایا گیا ہے اور اب دوسرا کارساز پر واقع کے ڈی اے اسکیم ون میں دوسرا گراؤنڈ زیر تکمیل ہے۔ باقی گراؤنڈ بھی اس طرح ان کی اصل حالت میں بحال کریں گے۔

HRP: گزشتہ ادوار میں کورنگی سے لے کر سرجانی ٹاؤن تک اس طرح کے میدانوں اور کے ڈی اے کی اراضی میں آزادانہ چائنہ کٹنگ کی گئی، اب معاملہ یہ ہے کہ چائنا کٹنگ کرنے والے تو آرام سے مال بنا کر یا تو ملک سے باہر فرار ہوگئے یا دوسرے سیاسی جماعتوں کی گود میں جا بیٹھے لیکن

وہاں رہائش کرنے والوں کے لئے آپ کیا اقدام کریں گے۔ آیا کوئی ایمنسٹی اسکیم لاکر انہیں ریگولرائز کریں گے یا پھر انہیں بھی واگذا کرایا جائے گا؟

سمیع صدیقی: یہ فیصلہ کے ڈی اے کی گورننگ باڈی کے اجلاس میں متفقہ طور پر طے ہوگا گورننگ باڈی جو بھی فیصلہ کرے گی میں اس کے مطابق عمل کروں گا۔ اب انہیں ریگولرائز کرنا ہے یا وگذار کرانا ہے یہ قانونی پوزیشن واضح ہونے کے بعد ہی گورننگ باڈی کے فیصلے پر منحصر ہے۔

HRP: کراچی میں ایک اور معاملہ بھی زیر بحث

میرے لئے اس وقت سب سے بڑی ترجیح تو ملازمین کی تنخواہوں کی بروقت ادائیگی ہے۔ اس کے دوران میڈیکل کوریج، پینشنرز کے واجبات جو سالوں سے واجب الادا ہیں۔ اس لئے ہم نے سندھ حکومت کو سوا ارب روپے کی سمری بھیجی ہے کہ ہمیں ایک بار ہی یہ ادائیگی کردی جائے تا کہ ہم کے ڈی اے کی تمام ادائیگیوں سے سبکدوش ہوجائیں۔ ملازمین خوشحال اور سکون میں ہوں گے تو پھر ان سے کام لینے میں آسانی ہوگی اور ان کی کارکردگی بھی نکھر جائے گی۔

ہے کہ بحریہ ٹاؤن کے ڈی اے کی حدود میں آتا ہے یا نہیں؟

سمیع صدیقی: بحریہ ٹاؤن کو ملیر ڈیولپمنٹ اتھارٹی کی حدود میں کردیا گیا ہے۔ وہی اس کے معاملات دیکھتی ہے۔

HRP: کے ڈی اے میں اس وقت ملازمین کی تنخواہوں کے حوالے سے ایشو بہت گرم ہے کہ ملازمین 4 / 3 ماہ ہوجاتے ہیں تنخواہیں نہیں ملتیں، آپ اس سلسلے میں کیا اقدام کررہے ہیں؟

سمیع صدیقی: آپ کی بات صحیح ہے کہ ملازمین کی تنخواہوں کا مسئلہ مستقل پیمانے پر حل کرنے کی ضرورت ہے۔ ابھی میں وزیر اعلیٰ سندھ کا مشکور ہوں کہانہوں نے 6 کروڑ کی گرانٹ دی ہے۔ جس سے ہم نے تنخواہوں کی ادائیگیاں کی ہیں۔ آئندہ بھی ہم نے سندھ حکومت کو لکھا ہوا ہے کہ تنخواہوں کے لئے بجٹ ترجیحی بنیادوں پر حل کیا جائے اور ماہانہ بنیادوں پر ان کے فنڈز کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔

HRP: کے ڈی اے میں ملازمین کی ایک بڑی تعداد کنٹریکٹ ملازمین کی بھی ہے۔ آپکے خیال میں کے ڈی اے میں اس وقت ملازمین ضرورت کے مطابق ہیں یا سرپلس ہیں؟

سمیع صدیقی: جی! کے ڈی اے میں ملازمین سرپلس ہیں۔ کنٹریکٹ ملازمین بھی سابق ادوار میں بھرتی کئے گئے، اب سندھ حکومت ہی ان ملازمین کے مستقبل کا فیصلہ کرے گی۔

HRP: کے ڈی اے کی زیر نگرانی چلنے والے ایک ادارہ یعنی پائپ فیکٹری بھی اس وقت بند پڑی ہے آپ اس بیمار یونٹ کی بحالی کے لئے کیا اقدام ذہن میں رکھتے ہیں؟

سمیع صدیقی: پائپ فیکٹری کا سب سے بڑا خریدار واٹر بورڈ ہے جو ہم سے پائپ نہیں خریدتا کیونکہ واٹر بورڈ سے ہمارا ریٹ 5 روپے فٹ طے ہے اور اس میں کوئی کک بیکس یا رشوت کا سوال پیدا نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ہم سے پائپ لینا بند کردیا ہے۔ یہ فیکٹری 123 ایکڑ اراضی پر محیط ہے۔ میں اس کے متبادل استعمال کی پلاننگ کررہا ہوں۔

HRP: کے ڈی اے میں اس وقت ہزاروں افراد کا آنا جانا ہے، لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ نہ تو وہاں سیکیورٹی کیمرے ان آرڈر ہیں اور نہ ہی ا سکینر کی کارکردگی تسلی بخش ہے کیا یہ حقیقت آپ کے علم میں ہے؟

میں ہاؤسنگ اسکیموں پر آج کل کام کررہا ہوں۔ ہم بیک وقت چار ہاؤسنگ اسکیمیں ڈیزائن کررہے ہیں۔ یہ اسکیمیں کے ڈی اے اسکیم (1) ، سرجانی، فیڈرل بی ایریا الاعظم اسکوائر کے عقب میں اور کورنگی میں واقع سیکٹر 10-A باغ کورنگی میں لائی جائیں گی۔ ان اسکیموں پر بھرپور کام جاری ہے اور ان اسکیموں کے ذریعے ہم کے ڈی اے کی کھوئی ہوئی شناخت کو پھر سے زندہ کریں گے۔ کے ڈی اے کی تاریخ کو اگر دیکھیں تو یہ ہاؤسنگ اسکیمیں متعارف کرانے کا سہرا بابائے کے ڈی اے جناب زیڈ اے نظامی کو جاتا ہے۔ نظامی صاحب کا اس شہر پر بڑا احسان ہے اور ہم ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انہی خطوط پر یہ ہاؤسنگ اسکیمیں لارہے ہیں۔

سمیع صدیقی: اس سے پہلے جو لوگ کے ڈی اے میں براجمان تھے ان کی تو اپنی سیکیورٹی ہوتی تھی۔ بہرکیف آپ نے جس چیز کی نشاندہی کی ہے میں اس سے آگاہ ہوں لیکن میرے لئے اس وقت سب سے بڑا معاملہ ملازمین کو تنخواہوں کی بروقت ادائیگی کا درپیش ہے اس کے بعد سیکیورٹی کے معاملات بھی بہتر کریں گے۔

HRP: کیا سپریم کورٹ کا فیصلہ جس میں رفاحی پلاٹوں کے خلاف ایکشن لینے کا حکم دیا گیا تھا کیا اس کے عمل درآمد کے سلسلے میں آپ کے اوپر کوئی سیاسی پریشر بھی آیا؟

سمیع صدیقی: نہیں میرے اوپر تو نہیں آیا اور اگر آتا بھی تو میں خاطر میں لانے والوں میں سے نہیں ہوں۔

HRP: لیکن اگر سپریم کورٹ کا آرڈر نہ ہوتا تو کیا آپ کے اندر اتنی ہمت تھی کہ ان رفاحی پلاٹوں کو واگزار کرالیتے؟

سمیع صدیقی: سچائی تو یہی ہے کہ میں کیا کوئی اور بھی ہوتا تو ایسا کرنے کی کسی میں ہمت نہیں ہوتی۔ ماضی میں اداروں پر سیاسی دباؤ کا کیا حال تھا۔ آپ کے علم میں یہ بات ہوگی۔ عدالتوں نے ہمیں حوصلہ دیا تو ہم نے بھی کارکردگی دکھانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔

HRP: ابھی مزید کتنے پلاٹوں پر عدالتی عمل درآمد ہونا باقی ہے؟

سمیع صدیقی: دیکھیں ! ہمیں ماسٹر پلان جس پلاٹ کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہاں اراضی کا غلط استعمال ہوا ہے ہم اس پر فوری کارروائی کرتے ہیں۔ فی الحال ہمارے پاس تو کوئی کام زیر التوا نہیں۔

HRP: بحیثیت ڈی جی کے ڈی اے ادارہ میں بہتری لانے کے لئے اور دوبارہ سے اس کی ساکھ بحال کرنے کی غرض سے آپ کی ترجیحات کیا ہیں؟

سمیع صدیقی: میرے لئے اس وقت سب سے بڑی ترجیح تو ملازمین کی تنخواہوں کی بروقت ادائیگی ہے۔ اس کے علاوہ میڈیکل کوریج، پینشنرز کے واجبات جو سالوں سے واجب الادا ہیں۔ اس لئے ہم نے سندھ حکومت کو سوا ارب روپے کی سمری بھیجی ہے کہ ہمیں ایک بار ہی یہ ادائیگی کردی جائے تاکہ ہم کے ڈی اے کی تمام ادائیگیوں سے سبکدوش ہوجائیں۔ ملازمین خوشحال اور سکون میں ہوں گے تو پھر ان سے کام لینے میں آسانی ہوگی اوران کی کارکردگی بھی نکھر جائے گی۔

HRP:25/30 سال پہلے کے ڈی اے کے ماضی میں چلے جائیں تو کے ڈی اے فلیٹس اور مکانات کی شاندار ہاؤسنگ اسکیمیں متعارف کرانا تھا۔ کے ڈی اے کے پروجیکٹس آج بھی ایک بے مثال حیثیت رکھتے ہیں، کیا یہ دور کبھی واپس آئیگا؟

سمیع صدیقی: یہ بہت ضروری نکتہ آپ نے اٹھایا ہے۔ میں اصل میں انہی ہاؤسنگ اسکیموں پر آج کل کام کررہا ہوں۔ ہم بیک وقت چار ہاؤسنگ اسکیمیں ڈیزائن کررہے ہیں۔ یہ اسکیمیں کے ڈی اے اسکیم (1)، سرجانی، فیڈرل بی ایریا الاعظم اسکوائر کے عقب میں اور کورنگی میں واقع سیکٹر A - 10 باغ کورنگی میں لائی جائیں گی۔ ان اسکیموں پر بھرپور کام جاری ہے اوران اسکیموں کے ذریعے ہم کے ڈی اے کی کھوئی ہوئی شناخت کو پھر سے زندہ کریں گے۔ کے ڈی اے کی تاریخ کو اگر دیکھیں تو یہ ہاؤسنگ اسکیمیں متعارف کرانے کا سہرا بابائے کے ڈی اے جناب زیڈ اے نظامی کو جاتا ہے۔ نظامی صاحب کا اس شہر پر بڑا احسان ہے اور ہم ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انہی خطوط پر یہ ہاؤسنگ اسکیمیں لارہے ہیں۔

HRP: کے ڈی اے اسکیم نمبر 1 میں ایسی کونسی جگہ ہے جہاں پر آپ پروجیکٹ لارہے ہیں؟

سمیع صدیقی: اس جگہ کے ڈی اے کے چار بنگلوز بنے ہیں جس میں بنگلوں میں ایسے لوگ آباد ہیں جن کا کے ڈی اے سے کوئی تعلق نہیں۔ بہرحال ہم یہ جگہ خالی کروارہے ہیں اور یہاں پر پبلک ہاؤسنگ کا پروجیکٹ بنارہے ہیں۔ یہ جگہ لال قلعہ ریسٹورنٹ کے عقب میں واقع ہے اس کا رقبہ تقریباً 2414 مربع گز ہے۔

HRP : کیا اس وقت بھی شہر میں چائنا کٹنگ ہورہی ہے اور کیا اس کے خاتمے کے لئے آپ پھر سے سپریم کورٹ کے احکامات کے منتظر ہیں؟

سمیع صدیقی: نہیں اس وقت شہر میں کہیں بھی چائنا کٹنگ کی شکایات نہیں ہیں، لیکن اگر ماسٹر پلان کسی جگہ کی نشاندہی کرے گا تو ہم یقیناً اس پر کارروائی کریں گے۔

HRP: اسکیم 33 میں کوآپریٹو سوسائٹیوں کے اندر بھی رفاحی پلاٹوں پر رہائشی پلاٹ کاٹ کر تبدیلی اراضی کردی گئی ہے، آپ اس پر ایکشن کیوں نہیں لیتے؟

سمیع صدیقی: کوآپریٹو سوسائٹیز اپنی زمین بورڈ آف ریونیو سے لیتے ہیں۔ ان سوسائٹیوں کا کے ڈی اے سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کے خلاف شکایات کی مجاز اتھارٹی ڈپٹی کمشنر ہیں۔

HRP: آپ نے کہا کہ آپ چائنا کٹنگ کے خلاف کارروائی MPGO کی نشاندہی پر کرتے ہیں۔ حالانکہ MPGO پہلے KDA کا حصہ تھا۔ جسے منظور قادر کے دور میں SBCA کا حصہ بنایا گیا۔ اس سے KDA کو ایک نقصان تو یہ ہوا کہ اس کی آمدنی کا ایک ذریعہ ختم ہوا دوسرا چائنا کٹنگ کے خلاف ایکشن لینے کے لئے KDA اب MPGO کا محتاج بن چکا ہے۔

سمیع صدیقی: جی! ماسٹر پلان پہلے ہمارے پاس ہوا کرتا تھا لیکن اب وہ سندھ بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کے زیرنگرانی کام کرتا ہے۔ چائنا کٹنگ پر جو مقامات بن چکے ہیں اس کی ہمیں انفارمیشن صحیح ٹائم پر نہیں مل سکی ہے ہم نے سندھ بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کو کئی مرتبہ خط لکھے ہیں کہ ہمیں انکی فائلیں دے تاکہ ہم ان پر ایکشن لے سکیں، لیکن سندھ بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی ہمیں کوئی جواب نہیں دے رہا ۔ ہم کسی معاملے میں محاذ آرائی نہیں چاہتے۔ جو چیز غلط ہے وہ غلط ہے ہمیں جہاں جہاں بھی ماسٹر پلان بتاتا ہے ہم کارروائی کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم سپریم کورٹ کا حکم ماننے کے پابند تو ہیں لیکن اگر میں ہمت نہ کرتا یا میں بھی چھٹیاں لیکر چلا جاتا لیکن میں شہر کے بہتر مفاد کا جذبہ لیکر کام کررہا ہوں۔

HRP: کے ڈی اے کی بہتری کے لئے آپ کیا کررہے ہیں؟

سمیع صدیقی: انہوں نے کہا کہ کے ڈی اے کے معاملات اس حدتک خراب ہیں کہ 20 گھنٹے کام کرتا ہوں تاکہ کوئی بہتر صورتحال بن جائے۔ اتوار کو بھی میں کیمپ آفس افسران سے میٹنگ کرتا ہوں میری کوشش ہے کہ مجھ پر اعتماد کرکے مجھے یہ سیٹ دی گئی ہے تو میں کے ڈی اے کے لئے کچھ اچھا کر جاؤں۔ باقی تو کسی افسر کو اسکے ایک دن کا پتہ نہیں ہوتا کہ وہ دوسرے دن اس سیٹ پر ہوتا بھی ہے یا نہیں۔ کے ڈی اے کے معاملات کو بہتر بنانے اور کے ڈی اے کو کماؤ پوت بنانے کے لئے لوکاسٹ ہاؤسنگ اسکیمیں ہی اس وقت سب سے بڑا ذریعہ ہیں۔ لیکن اس میں بڑے بڑے مگرمچھوں کا سامنا کرنا پڑیگا لیکن اگر مجھ پر کوئی ایسا پریشر آیا جسے میں برداشت نہیں کرسکوں یا زندگی اور خاندان پر کوئی آنچ آئیگی تو میں چھوڑ دونگا۔ افورڈ ایبل ہاؤسنگ اسکیموں سے کھربوں روپے کی آمدنی متوقع ہے اور جب ہم ان پروجیکٹ کو شروع کریں گے تو بحریہ ٹاؤن والے جیسے مالکان چھپتے پھریں گے۔ لوکاسٹ پروجیکٹ ہاؤسنگ اسکیموں میں پہلی ترجیح شفافیت ہوگی، گورننگ باڈی اجلاس میں اگر میری پلاننگ کو سراہا گیا تو 25 سال پہلے والا کے ڈی اے ترقی کرجائیگا۔ آپ نے کے ڈی اے کے سابقہ ڈی جی زیڈ اے نظامی کی بات کی تو میں انکے پیروں کے برابر بھی نہیں۔ لیکن میں نے انکا کام دیکھا اور پڑھا ہے کوشش ہوگی کہ بہتر نتائج نکلیں۔ اگر میں اس سیٹ پر رہا تو میں اسی طرح کرتا رہوں گا۔ میں کسی کا پریشر برداشت نہیں کرتا۔

کے ڈی اے کے معاملات اس حدتک خراب ہیں کہ 20 گھنٹے کام کرتا ہوں تاکہ کوئی بہتر صورتحال بن جائے۔ انہوں نے کہا کہ اتوار کو بھی میں کیمپ آفس افسران سے میٹنگ کرتا ہوں میری کوشش ہے کہ مجھ پر اعتماد کرکے مجھے یہ سیٹ دی گئی ہے تو میں کے ڈی اے کے لئے کچھ اچھا کر جاؤں۔ باقی تو کسی افسر کو اسکے ایک دن کا پتہ نہیں ہوتا کہ وہ دوسرے دن اس سیٹ پر ہوتا بھی نہیں۔ کے ڈی اے کے معاملات کو بہتر بنانے اور کے ڈی اے کو کماؤ پوت بنانے کے لئے لوکاسٹ ہاؤسنگ اسکیمیں ہی اس وقت سب سے بڑا ذریعہ ہیں۔ لیکن اس میں بڑے بڑے مگرمچھوں کا سامنا کرنا پڑیگا۔

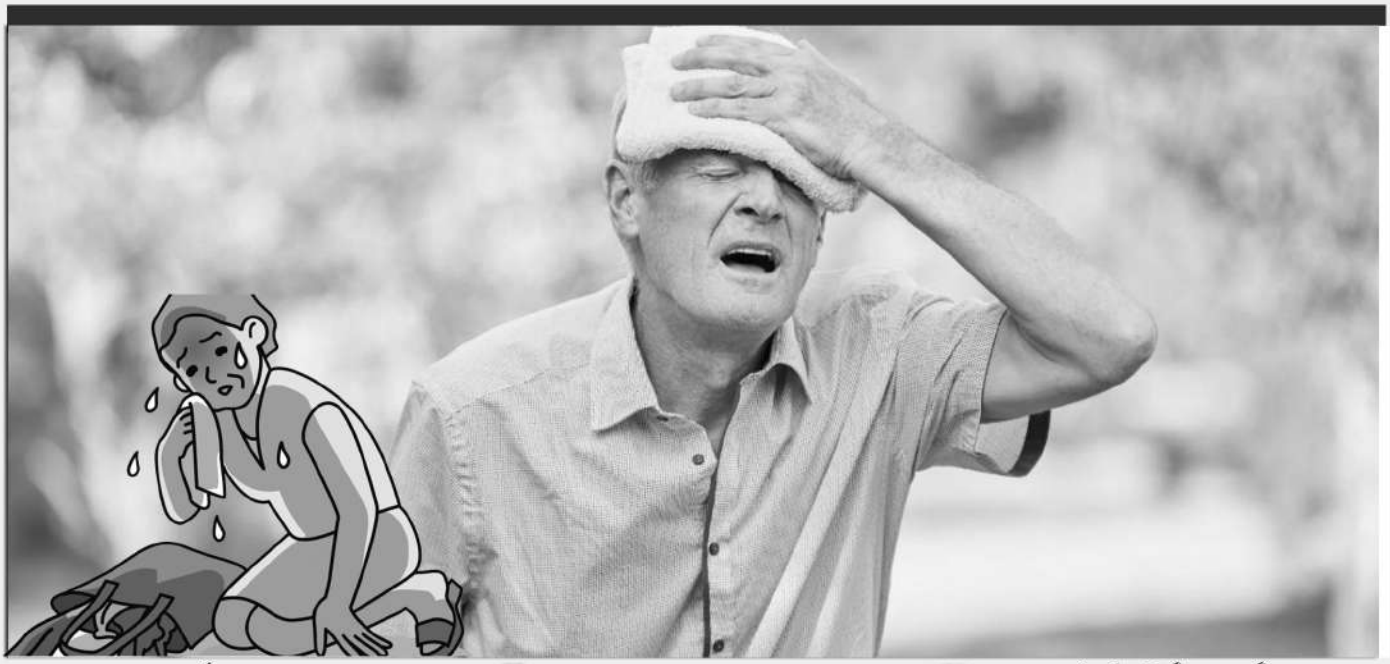

لو لگنے سے موت کیوں ہوتی ہے

ہم سب دھوپ میں گھومتے ہیں لیکن کچھ لوگوں کو دھوپ لگ جانے کی وجہ سے اچانک موت کیوں ہو جاتی ہے؟

ہمارے جسم کا درجہ حرارت ہمیشہ 37° ڈگری سینٹی گریڈ ہوتا ہے، اس درجہ حرارت پر ہی ہمارے جسم کے تمام اعضاء صحیح طریقے سے کام کر پاتے ہیں.

پسینے کے طور پر پانی باہر نکال کر جسم 37° سینٹی گریڈ درجہ حرارت برقرار رکھتا ہے، مسلسل پسینہ نکلتے وقت پانی پیتے رہنا انتہائی مفید اور ضروری ہے.

اس کے علاوہ بھی پانی بہت کار آمد ہے، جسم میں پانی کی کمی ہونے پر ہمارا جسم پسینے کے ذریعے ہونے والے پانی کے اخراج کو روکتا ہے. (یعنی بند کر دیتا ہے)

جب باہر درجہ حرارت 45° ڈگری سے زائد ہو جاتا ہے اور جسم کا کولنگ سسٹم ٹھپ ہو جاتا ہے، تب جسم کا درجہ حرارت 37° ڈگری سے زیادہ ہونے لگتا ہے.

جسم کا درجہ حرارت جب 42° سینٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے تب خون گرم ہونے لگتا ہے اور خون میں موجود پروٹین پکنے لگتا ہے.

پٹھوں کڑک لگتے ہے اس دوران سانس لینے کے لئے ضروری پٹھوں بھی کام کرنا بند کر دیتے ہیں.

جسم کا پانی کم ہو جانے سے خون گاڑھا ہونے لگتا ہے، بلڈ پریشر low ہو جاتا ہے، اہم عضو (بالخصوص دماغ) تک خون کی رسائی رک جاتی ہے.

انسان کوما میں چلا جاتا ہے اور اس کے جسم کے ایک کے بعد ایک عضو دھیرے دھیرے کام کرنا بند کر دیتے ہیں، اور اس کی موت ہو جاتی ہے.

گرمی کے دنوں میں ایسے مسائل ٹالنے کے لئے مسلسل پانی پیتے رہنا چاہئے، اس سے ہمارے جسم کا درجہ حرارت 37° برقرار رہ پائے گا اس بات پر ہمیں توجہ دینا چاہئے.

آنے والے کچھ دنوں میں Equinox

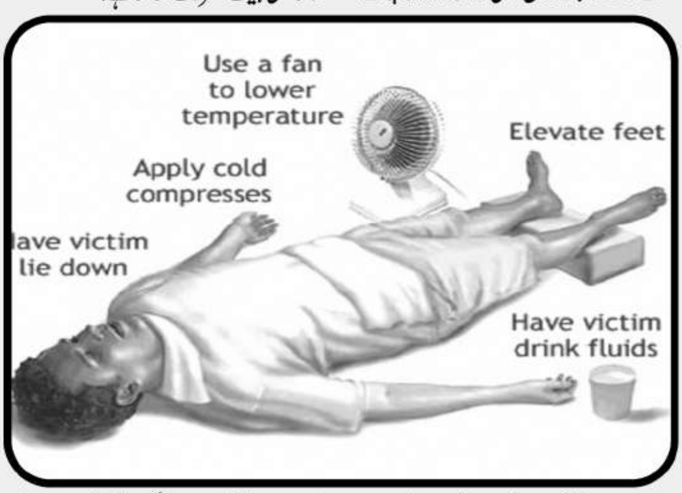

ا؟ون؟س کے گہرے اثرات پاکستان کے موسم پر پڑیں گے. کئی علاقے اس کی زد میں ہوں گے.

براہ مہربانی دوپہر 12 سے 3 کے درمیان زیادہ سے زیادہ گھر، کمرے یا آفس کے اندر رہنے کی کوشش کریں.

درجہ حرارت 40 ڈگری کے آس پاس ہوگا.

موسم کی یہ سختی جسم میں پانی کی کمی اور لو لگنے والی صورتحال پیدا کر دے گی.

(یہ اثرات خط استوا کے ٹھیک اوپر سورج چمکنے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں.)

براہ مہربانی خود کو اور اپنے متعلقین کو پانی کی کمی میں مبتلا ہونے سے بچائیں.

بلا ناغہ کم از کم 3 لیٹر پانی ضرور استعمال کریں.

گردے کی بیماری والے فی دن کم از کم 6 سے 8 لیٹر پانی پینے کی کوشش کریں..

جہاں تک ممکن ہو بلڈ پریشر پر نظر رکھیں. کسی کو بھی لو لگنا یعنی ہیٹ اسٹروک ہو سکتا ہے.

ٹھنڈے پانی کے ساتھ نہائیں. گوشت کا استعمال بند یا کم از کم کریں. پھل اور سبزیاں کھانے میں زیادہ استعمال کریں. گرمی کی لہر کوئی مذاق نہیں ہے. ایک غیر استعمال شدہ موم بتی کو کمرے سے باہر یا کھلے میں رکھیں، اگر موم بتی پگھل جاتی ہے تو یہ سنگین صورت حال ہے.

سونے کے کمرے اور دیگر کمروں میں 2 نصف پانی سے بھرے اوپر سے کھلے برتنوں کو رکھ کر کمرے کی نمی برقرار رکھی جا سکتی ہے. اپنے ہونٹوں اور آنکھوں کو نم رکھنے کی کوشش کریں.

کیا فیس بک پاکستان میں انتخابات کو متاثر کرسکتا ہے؟

طاہر عمران

فیس بک کی ساکھ خطرے میں ہے۔

فیس بک کے مالک ذکر برگ کے اس بیان کے بعد کہ فیس بک پر صارفین کی معلومات کے ذریعے ان کی انتخابی رائے کو متاثر کیا جاسکتا ہے، تو اس پر سوال پیدا ہو رہا ہے کہ کیا فیس بک پاکستان میں ہونے والے انتخابات پر اثر انداز ہو سکتا ہے؟

اس کا سادہ اور آسان جواب ہے "بالکل فیس بک پاکستان میں ہونے والے انتخابات پر اثر انداز ہو سکتا ہے جیسا کہ اس پر امریکہ میں ہونے انتخابات میں اثر انداز ہونے کا الزام لگتا ہے"۔

مگر فیس بک کا اس معاملے میں کیا کہنا ہے کہ اور فیس بک کیسے پاکستان یا انڈیا یا کسی بھی ملک کے انتخابات پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔

جب یہ حقائق سامنے آئے کہ فیس بک پر صارفین کی معلومات محفوظ نہیں ہیں تو فیس بک کے خلاف ایک تحریک شروع ہوگئی۔

فیس بک اکیلی نہیں

یہ بات تو ہر ایک کو معلوم ہے کہ فیس بک ہماری زندگیوں میں بہت اہمیت اختیار کر چکی ہے جس کی وجہ سے اب یہ ہمارے رہن سہن، پسند نا پسند اور خواہشات تک رسائی حاصل کر چکی ہے۔ اور معاملہ فیس بک کا بحیثیت کمپنی کے ہے جو وٹس ایپ اور انسٹاگرام کی مالک ہے۔ صرف وٹس ایپ اور فیس بک مل کر ایک بہت بڑا چیلنج بناتی ہیں جو ہماری نجی زندگی یا پرائیویسی پر اثر انداز ہو رہی ہے۔

غالب امکان ہے کہ آپ یہ کالم پڑھنے کے لیے فیس بک سے ہی آئے ہوں گے یا فیس بک ہی کی ایپ وٹس ایپ پر اسے کسی نے شیئر کیا ہوگا۔ جس کی وجہ سے معاملہ اور گھمبیر ہو جاتا ہے۔ آپ فیس بک اور واٹس ایپ کو کچھ لکھنے، کسی کی پوسٹ کو لائیک کرنے، اور واٹس ایپ کو ٹیکسٹ کرنے یا کالز کرنے کیلیے استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح فیس کمپنی کے پاس ایک عام صارف کی شخصیت کے بارے میں ایک بہت بڑا ڈیٹا جمع ہو جاتا ہے اور یہ ڈیٹا صرف ایک صارف کے بارے میں نہیں ہے بلکہ دو ارب سے زائد صارفین کا ڈیٹا موجود ہے۔ اور یہی بات قابلِ تشویش ہے۔ آپ کی معلومات جمع کرنا اور آگے بیچنا مسئلہ ہے۔

فیس بک کے پاس ڈیٹا ہونا

معاملات اُس وقت بگڑے جب حال ہی میں فیس بک کی جانب سے ایک نجی کمپنی کو صارفین کا ڈیٹا دینے اور اس کے غلط استعمال پر دنیا بھر میں شور برپا ہوا۔ اس شور میں فیس بک سے اپنی پروفائل کو ڈیلیٹ کرنے کی تحریک بھی شامل ہے۔ اس

سارے معاملے میں فیس بک کے بارے میں یہ بات سامنے آئی کہ وہ صارفین کا ڈیٹا کو اکٹھا کر کے انہیں ان کی مرضی اور پسند کے موضوعات کی آڑ میں یا اس کے مطابق انھیں اشتہار یا پوسٹس بھجوانے کا ہوا ہے۔

دنیا بھر میں سیاسی جماعتیں عوامی رائے اور رجحانات کو جاننے کے لیے سروے کرواتی ہیں اور یہ جاننا چاہتی ہیں کہ ووٹر آخر کیا سوچ رہا ہے یا اسے کس طرح متاثر کیا جاسکتا ہے۔ اس سے کیا بات کی جائے اس کے لیے کیا کہا جائے کہ وہ ووٹ دینے پر آمادہ ہو اور وہ کیسے عوامل ہیں جو اس کی رائے کو بدل سکتے ہیں۔

اب یہ سروے بھروانا ایک مشکل کام ہے اور اس پر جتنا مرضی روپیہ خرچ کیا جائے آپ یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ ملنے والے جوابات درست ہیں یا نہیں۔

لیس بک کے خلاف مظاہرہ کرنے والی ایک خاتون ہاتھ میں مذمتی کتبہ اٹھائے ہوئے۔

سیاسی جماعتوں کا کیا عمل دخل ہے؟

تو کیا ہی اچھا ہو کہ صارف بغیر کسی مداخلت کے اور پوچھنے والے کے اپنی مرضی خواہش اور پسند کا ڈیٹا فراہم کرے۔ اور وہ بھی ایسے طریقے سے کہ نہ صارف کے کان کھڑے ہوں اور نہ ہی کسی کو پتا چلے۔ مگر یہ ایسا ہی ہے جیسے آپ لاری اڈے میں داخل ہوں اور ہر روٹ کی بس کا کنڈیکٹر آپ کو پکڑ پکڑ کر اپنی بس میں بٹھانے کی کوشش کرے۔ فرق صرف یہ ہے کہ فیس بک کا کنڈیکٹر آپ کا بازو نہیں پکڑتا وہ بس آپ پر نظر رکھتا ہے اور جیسے ہی اسے پتا چلتا ہے کہ آپ کو کون سی بس چاہیے ہے وہ اس کا کرایہ نامہ اور سروس آپ کے سامنے لے آتا ہے۔

انتخابات کے حوالے سے اگر آپ مثال لیں تو فرض کریں آپ کے گھر بجلی گئی ہے اور آپ باتوں باتوں میں ذکر کرتے ہیں کہ لوڈ شیڈنگ بہت ہو رہی ہے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد آپ کو ایک سیاسی

جماعت کا اشتہار آپ کی ٹائم لائن پر یا اس کے آس پاس یا میسینجر میں جو آپ کی پرائیویٹ جگہ ہے نظر آتا ہے، جس میں حکومتِ وقت کو لتاڑا گیا ہوتا ہے۔ اس پیغام کے ساتھ کے یہ بھی پیغام ہو سکتا ہے کہ اگر دوبارہ ووٹ دیا تو اتنی بجلی بھی نہیں آئے گی۔

یہ سب فیس بک کے اس پیچیدہ ایلگورتھم یا نظام کا حصہ ہے جو صارفین کی حرکات و سکنات پر کڑی نظر رکھتی ہے۔

جب امریکی کانگریس میں فیس بک کے مارک زکر برگ پر جراح ہوئی تو لوگ اس کے خلاف احتجاج کیلئے جمع ہو گئے۔

فیس بک کے تیر ہدف اشتہارات

اس پر سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ آپ کو نہیں پتا جو اشتہار یا پیغام آپ کو بھجوایا جا رہا ہے وہ اصلی ہے یا جعلی؟ اس کے پیچھے کیا کوئی پاکستانی ہے یا میسیڈونیا کے ایک قصبے میں بیٹھا جعلی ویب سائٹس بنا کر خبریں لگا کر بیچنے والا ایک غیر ملکی شخص؟

پاکستان ہی کی مثال لے لیں۔ ایک سیاسی جماعت کے انتہائی اہم رہنما کے قریب سمجھے جانے والا ایک شخص کافی عرصے تک ڈاکٹر عبدالقدیر خان بن کر پاکستانیوں کو بے وقوف بناتا رہا۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان ہی نہیں رانی مکرجی یا کبھی انور مقصود بن کر یا کبھی عمر شریف بن کر عوام کو ایک مخصوص سیاسی جماعت کے حق میں اور دوسری کے خلاف کامینٹس لکھ لکھ کر شیئر کرتا رہا جسے لوگ بہت بڑے پیمانے پر شیئر کرتے رہے تھے۔

یہاں تک کہ ایک خاتون کا ٹوئٹر اکاؤنٹ بنا کر جب ووٹ دیا اور انگوٹھے پر لگی سیاہی شیئر کی تو لوگوں کو پتا چلا کہ شاید سمیرا نے شاید مہینوں سے ویکسنگ نہیں کروائی۔ وہ تو بعد میں راز کھلا کہ ایک بھائی صاحب سمیرا کے روپ میں سیاسی فلرٹ کر رہے تھے۔

مگر راتوں رات ہزاروں فالورز کے ساتھ ڈاکٹر عبدالقدیر کی نہ صرف پروفائل تصویر بدلی بلکہ نام بھی۔ اس طرح اگلے دن ایٹم بنانے وسلے سائنسدان کی ٹویٹ نئے نام اور چہرے کے ساتھ موجود تھی۔ اس طرح کی جعلی پروفائلز اور ان سے جاری ہونے والی تصاویر بہت بڑے پیمانے پر مسائل کی وجہ بنتی ہیں۔

جعلسازی اور جھوٹ کے پھیلنے کے مواقع خواجہ آصف کی جعلی تصویر پر اسرائیل مخالف ٹویٹ، پی ٹی آئی اے کے عمران اسماعیل کی ایک سے زیادہ ٹویٹس جن میں سے ایک میں میاں نواز شریف کی والدہ کی تصویر پر سعودی ولی عہد محمد بن سلمان کا سر لگا کر شیئر کیا گیا۔ اس سے اندازہ کریں کہ ایک عام پاکستانی جعلی اور اصلی میں فرق کیسے کر سکے گا؟

قندوز حملہ حال ہی میں ہوا مگر اس میں شیئر کی جانے والی تقریباً تمام تصاویر اس مدرسے کے بچوں کی نہیں تھیں مگر آپ اب بھی بہت سی فیس بک پروفائلز پر انہیں دیکھیں گے۔

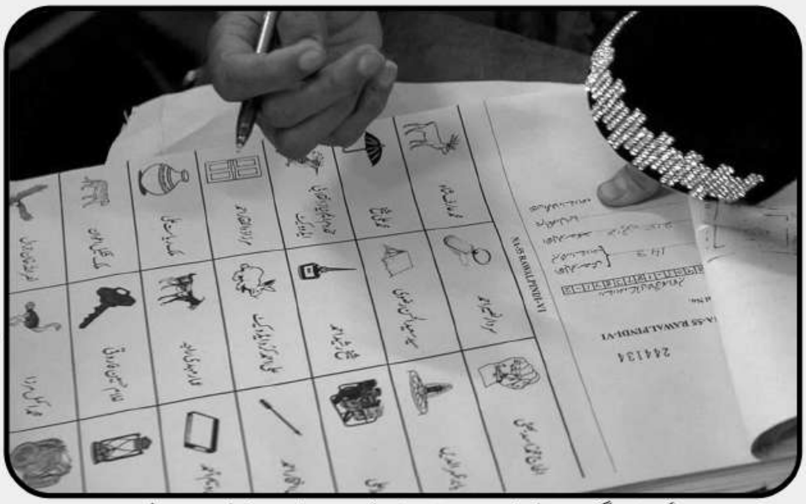

مارک زکر برگ نے ماضی میں بھی کئی بار صارفین کے ڈیٹا کے تحفظ کی ضمانتیں دی ہیں۔

فیس بک اب کیا کر رہی ہے؟

فیس بک نے بالآخر فیصلے میں بتایا کہ "جب صارفین کسی پیج یا اشتہار کو دیکھتے ہیں تو انہی معلوم ہونا چاہیے کہ یہ کہاں سے آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ دوسرے اشتہار کون سے دے رہا ہے۔"

فیس بک نے حال ہی میں کہا کہ " گذشتہ اکتوبر میں ہم نے اعلان کیا تھا کہ صرف اجازت دیے گئے اکاؤنٹس ہی فیس بک اور انسٹا گرام پر انتخابی اشتہارات جاری کریں گے۔ آج ہم اعلان کرتے ہیں کہ ایسے اشتہارات دینے والوں پر اُس وقت تک ان ایشوز پر اشتہارات دینے کی پابندی ہو گی جب تک انہیں اجازت نہیں مل جاتی ہے۔"

اس دوران فیس بک کا کہنا ہے کہ وہ ایسے ایشوز کی فہرست بنا رہا ہے جن پر ملک میں بحث ہو رہی ہے۔

"اس کے ساتھ ساتھ اشتہار کے اوپر بائیں جانب لکھا ہو گا کہ یہ 'سیاسی اشتہار' ہے جس کے ساتھ ہی لکھا ہو گا کہ اس کے لیے پیسے کس نے ادا کیے ہیں۔ اس کے ساتھ ہم ایک پیج کی جانب سے جاری کیے گئے تمام اشتہارات کو دیکھنے کی سہولت فراہم کریں گے۔"

فیس بک نے مزید اعلان کیا ہے کہ ایسے لوگ جو پیجز مینیج کرتے ہیں یعنی پیجز کے ایڈمن ہوتے ہیں خاص طور پر ایسے پیجز جن کے بڑی تعداد میں فالوورز ہوتے ہیں ان کی تصدیق کی جائے گی۔ اور جو ایڈمن اس تصدیق کے عمل میں کامیاب نہیں ہوں گے ان کو پوسٹ کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اس کے نتیجے میں جعلی پروفائلز کے ساتھ پیج مینیج کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ہو جائے گا۔

اس کے ساتھ ہی فیس بک پر آپ یہ دیکھ سکیں گے کہ کیا ایک پیج نے اپنا نام بدلا ہے یا نہیں۔

امریکی دارالحکومت واشنگٹن ڈی سی میں وائیٹ ہاؤس مارک ژکر برگ کے قد آدمٹ سائیز کے بورڈ بنا کر احتجاج کیا اور مطالبہ کیا کہ وہ فیس بک کو محفوظ بنائے۔

کیا اس سے مسئلہ حل ہو جائیگا؟

فیس بک کے سارے انتظامات ایک جانب کچھ فرق تو پڑے گا مگر مقامی زبانوں خاص طور پر رومن میں لکھی گئی پوسٹوں پر فیس بک کا دائرہ اختیار محدود ہو گا۔ اب بھی فیس بک بہت سارے معاملات کو صارفین پر چھوڑ رہا ہے کہ اگر انہیں برا لگے تو وہ رپورٹ کر سکتے ہیں۔ مگر یہ بات سب جانتے ہیں کہ کسی چیز کو فیس بک پر رپورٹ کرنا کتنا مشکل ہے اور اس کو ختم کرنا یا ہٹوانا یا فیس بک کا اس پر ردعمل آسان کام نہیں۔ بلکہ جب تک فیس بک حرکت میں آتی ہے تب تک معاملہ بہت آگے جا چکا ہوتا ہے۔

اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جہاں ڈیٹا کے استعمال سے انتخابات پر اثرات ہو سکتے ہیں وہیں جعلسازی اور بے بنیاد باتوں کا بھی اثر پڑ سکتا ہے۔ کیونکہ آپ لاکھ تردیدیں کریں لوگ اب بھی چین کے زلزلے میں مرنے والوں کو روہنگیا بنا کر پیش کرتے ہیں۔ ندیم فاروق پراچہ کے ملالہ پر طنزیہ کالم کو سچ سمجھ کر ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

فیس بک نے حال ہی میں کہا کہ " گذشتہ اکتوبر میں ہم نے اعلان کیا تھا کہ صرف اجازت دیے گئے اکاؤنٹس ہی فیس بک اور انسٹا گرام پر انتخابی اشتہارات جاری کریں گے۔ آج ہم اعلان کرتے ہیں کہ ایسے اشتہارات دینے والوں پر اُس وقت تک ان ایشوز پر اشتہارات دینے کی پابندی ہو گی جب تک انہیں اجازت نہیں مل جاتی ہے۔"

تحریک، پڑھو اور پڑھاؤ

حفیظ خٹک

شہر قائد سمیت پورے ملک میں جماعت اسلامی کا اک مستحکم کردار رہا ہے،اس جماعت کی متعدد ذیلی تنظیمیں ہیں جو کہ جماعت کے نصب العین کے حصول کیلئے رواں دواں ہیں۔ الخدمت ویلفیئر سوسائٹی بھی انہی شاخوں میں ایک ہے جس کا نمایاں کردار شہر قائد ہی نہیں پوری قوم کے سامنے ہے۔اسی جماعت اسلامی والخدمت سمیت ان کی یوتھ ونگ کی جانب سے ان دنوں شہر قائد پڑھو اور پڑھاؤ کے نام سے اک تحریک کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔یکم اپریل سے جاری ہونے والی یہ تحریک شہر قائد کے تین مقامات پر روزانہ چار بجے سے رات دس بجے تک اپنے کیمپوں میں والدین ،اساتذہ اور دیگر تمام ہی شعبہ زندگی سے متعلق شہریوں میں بچوں کی نرسری سے بارہویں جماعت تک کی کتابیں تقسیم کرتے ہیں۔

ناگن چورنگی، ناظم آباد اور فیڈرل بی ایریا میں پڑھو اور پڑھاؤ تحریک کے تین کیمپ ہیں، جن کا دروازہ چار بجے عوام کیلئے کھلتا ہے اور اس دروازے کے کھلنے کیلئے والدین وقت سے قبل ہی قطاریں بنائے کھڑے ہوتے ہیں۔وقت مقررہ پر جونہی دروازہ کھلتا ہے تو عوامی جم غفیر کیمپ میں داخل ہوتا ہے اور اندر موجود اسٹالوں پر اپنے بچوں کی جماعتوں کے اسٹال پر جاتا ہے اور وہاں سے اس جماعت کی کتابیں حاصل کرتا ہے۔ایف بی ایریا میں دل کے ہسپتال (کارڈیو) کے بالکل سامنے مسجد رضوان ہے اور اس کے ساتھ ارقم پبلک اسکول واقع ہے۔

ان دونوں کے سامنے شہری حکومت کا پارک ہے جس میں پڑھو اور پڑھاؤ تحریک کا مرکزی کیمپ قائم ہے۔دیگر کیمپوں کی بنسبت اس کیمپ پر عوام کا ہجوم قابل دید ہوتا ہے۔کیمپ میں داخل ہونے کے بعد دائیں جانب سے اسٹالوں کا آغاز ہوتا ہے جو دائیں ہی جانب سے نرسری کے بعد کے جی ون،ٹو،پہلی ،دوسری اور پھر یونہی بڑھتے بائیں جانب کو بارہوئیں جماعت پر ختم ہوتا ہے۔درمیان میں دیگر کتابوں کا الگ اسٹال بھی موجود ہے جبکہ مرکزی داخلے کے بالکل بائیں جانب اک بڑا اسٹال ہے،جس میں منتظمین ہوتے ہیں اور وہیں پر مختلف شہریوں کی جانب سے لائی جانے والی کتابیں دی جاتی ہیں،ان کتابوں کو دیکھنے اور انہیں جماعتوں کے حساب سے ہی ترتیب دینے کے بعد ان کو جماعتوں کے اسٹال پر پہنچا دیا جاتا ہے۔جہاں خواتین وحضرات سمیت ان کے بچے بھی پہلے سے موجود ہوتے ہیں اور وہ اپنی جماعت کی کتابوں کو دیکھتے ہیں بعدازاں وہیں سے وہ کتابیں حاصل کرنے کے بعد واپسی کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔بے انتہا رش کے باعث عوام کے جذبات قابل تعریف ہوتے ہیں۔جنہیں اپنی پسند اور ہدف کے مطابق کتابیں ملتی ہیں ان کے چہروں پر خوشی کے اثرات نمایاں ہوتے ہیں جبکہ جنہیں نہیں مل رہے ہوتے ہیں وہ اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ کس طرح اور کسی طرح سے ان کے بچوں کو بھی کتابیں ملک جائیں اور وہ اک بڑے تعلیمی خرچے سے بچ جائیں۔

والدین کا اس کیمپ کے حوالے سے یہ کہنا تھا کہ یہ جماعت اسلامی والوں کا بڑا اور اچھا کام ہے۔اس کے ذریعے انہیں نہ صرف کتابیں مل جاتی ہیں بلکہ کاپیاں اور بستے حتی کے جوتے تک بھی مل جاتے ہیں جس سے مہنگائی کے اس دور میں وہ اپنے بچوں کی تعلیمی ضروریات کو پورا کرتے ہیں اور ان کی تعلیم میں کسی بھی طرح سے وقفہ نہیں آنے دیتے ہیں۔کچھ کا کہنا تھا کہ ہم اپنے بچوں کی استعمال شدہ کتابیں یہاں لے کر آئیں ہیں اور اب چونکہ ہمارے بچے اگلی جماعتوں میں گئے ہیں تو ہم ان

اہم ترین خبریں اپنے موبائل پر ''مفت'' حاصل کریں Message پر جاکر ٹائپ کریں
Fllow(space)@hrnwpic اور 40404 پر بھیج دیں

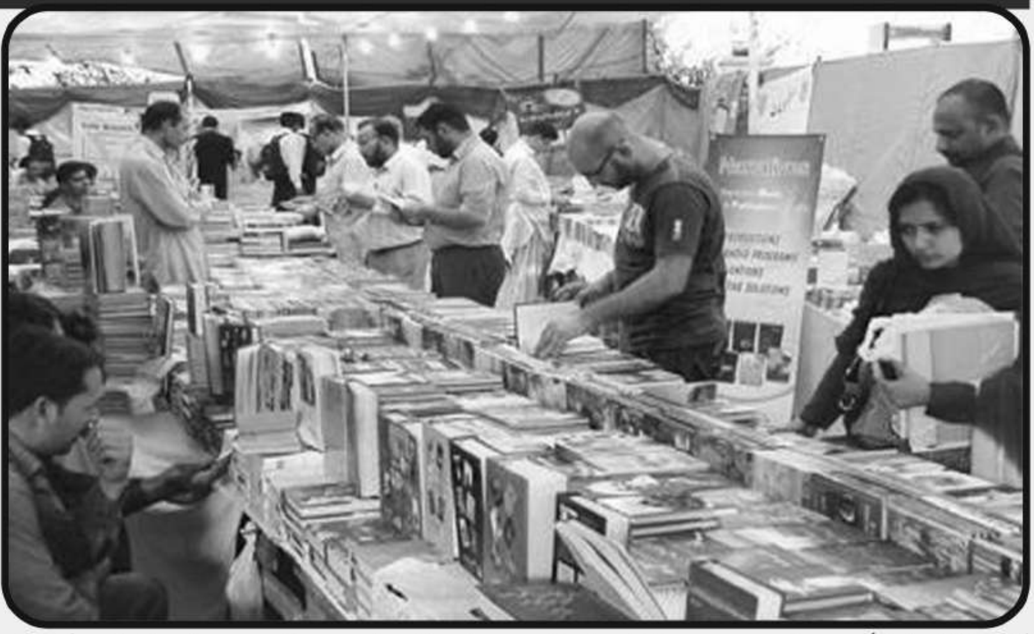

کیلئے اور کتابیں لینے آئیں ہیں۔ اک عمر رسیدہ خاتون کا کہنا تھا کہ وہ مشکل سے اندر داخل ہوئیں تاہم اس کے باوجود انہیں نہ صرف کتابیں مل گئیں بلکہ بستہ بھی مل گیا۔ انظامیہ کے متعدد افراد کے بھی اپنے خیالات تھے ان کا کہنا تھا کہ یہ تیسرا سال ہے اور اس کیمپ کا افتتاخ امیر جماعت اسلامی کراچی حافظ نعیم الرحمٰن نے کیا تھا۔ اس میں عوام کی بڑی تعداد آتی ہیں، ایسے لوگ کی تعداد زیادہ ہوتی ہے جنہیں کتابیں چاہئیں ہوتی ہیں تاہم اس کے ساتھ کتابیں دینے والوں کی بھی بڑی تعداد ہوتی ہیں۔ روزانہ کیمپ کے اوقات میں آنے والے شہریوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔ الخدمت کے اک ذمہ دار کا کہنا تھا کہ مسجد کی دوسری جانب الخدمت کا دفتر ہے جہاں دن کے اوقات میں کتابیں دینے والوں کے ساتھ وہ لوگ بھی آتے ہیں جو خالی اور صاف کاپیاں دیتے ہیں اور اپنا نام بتائے بغیر یہ کام کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔

ایک عمر رسیدہ خاتون کا کہنا تھا کہ وہ مشکل سے اندر داخل ہوئیں تاہم اس کے باوجود انہیں نہ صرف کتابیں مل گئیں بلکہ بستہ بھی مل گیا۔ انظامیہ کے متعدد افراد کے بھی اپنے خیالات تھے ان کا کہنا تھا کہ یہ تیسرا سال ہے اور اس کیمپ کا افتتاخ امیر جماعت اسلامی کراچی حافظ نعیم الرحمٰن نے کیا تھا۔ اس میں عوام کی بڑی تعداد آتی ہیں، ایسے لوگ کی تعداد زیادہ ہوتی ہے جنہیں کتابیں چاہئیں ہوتی ہیں تاہم اس کے ساتھ کتابیں دینے والوں کی بھی بڑی تعداد ہوتی ہیں۔ روزانہ کیمپ کے اوقات میں آنے والے شہریوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے

انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں اسکول کے کورسس مل جاتے ہیں اور اس کے ساتھ متفرق کے اسٹال پر تو دیگر میگزین و جرائد کا ڈھیر ہوتا ہے جس میں سے بچے اور ان کے بڑے بھی اپنی پسند کے مطابق چھانٹیاں کررہے ہوتے ہیں۔ کیمپ میں داخلے کا ایک ہی دروازہ بنایا گیا ہوتا ہے لیکن متعدد شہری درمیان کے قناتوں میں سے اپنے لئے راستے بناتے ہیں اور اندر جاکر اپنی مرضی کے مطابق درسی کتب ڈھونڈتے اور حاصل کرتے ہیں۔ کیمپ کے اس انتظام کو سنبھالنے کیلئے پچاس سے زائد کارکنان ہمہ تن سرگرم عمل رہتے ہیں۔ ذمہ داران کی جانب کالاؤڈ اسپیکر پر رہنمائی و ہدایات جاری کی جاتی ہیں۔ تفصیلات بتاتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ تین برس قبل یہ مہم شروع کی گئی تھی، اس سال تین کیمپ اسی نوعیت کے لگائے ہیں۔ تینوں کیمپوں شہر قائد کی عوام کا جس قدر رش اس بار ہوا ہے اس سے قبل نہیں ہوا تھا۔ جماعت اسلامی پورے معاشرے میں مثبت سرگیوں میں مگن رہتی ہے، تحریک پڑھو اور پڑھاؤ بھی اسی کی ایک کڑی ہے۔ نوجوان جماعت اس مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ شہریوں کے گھروں پر جاکر وہ استعمال شدہ کتابیں حاصل کرتے ہیں اور بعدازاں انہیں مستحقین کی خدمت میں کیمپ کے اسٹال پر پیش کردیتے ہیں۔

انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں اسکول کے کورسس مل جاتے ہیں اور اس کے ساتھ متفرق کے اسٹال پر تو دیگر میگزین و جرائد کا ڈھیر ہوتا ہے جس میں سے بچے اور ان کے بڑے بھی اپنی پسند کے مطابق چھانٹیاں کررہے ہوتے ہیں۔ کیمپ میں داخلے کا ایک ہی دروازہ بنایا گیا ہوتا ہے لیکن متعدد شہری درمیان کے قناتوں میں سے اپنے لئے راستے بناتے ہیں اور اندر جاکر اپنی مرضی کے مطابق درسی کتب ڈھونڈتے اور حاصل کرتے ہیں۔ کیمپ کے اس انتظام کو سنبھالنے کیلئے پچاس سے زائد کارکنان ہمہ تن سرگرم عمل رہتے ہیں

بدانتظامی کا ذکر کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ توقعات سے بڑھ کر عوام آتے ہیں اور وہ سبھی اپنی ضروریات کتب کیلئے آتے ہیں، آنے والے ہر فرد کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس کے بچے کیلئے وہ کتابیں جلد از جلد حاصل کرلیں۔ جلد بازی جس بھی کسی نوعیت کے کام میں ہوتی ہے اس عمل سے وہ پورا عمل متاثر ضرور ہوتا ہے۔ مقدس اوراق سمیت قرآنی آیات و احادیث کی زمینوں پر موجودگی کے حوالے سے منتظمین کا کہنا تھا کہ جھگوں سمیت ڈبے بھی اس مقصد کیلئے رکھے اور طے کئے گئے لیکن یہ عمل عوامی رش کے باعث متاثر ہوتا ہے۔

پڑھو اور پڑھاؤ تحریک، بلاشبہ اک بہترین طریقہ ہے علم کو پھیلانے کا، علم کی روشنی کو عام کرنے کا اور مخصوص این جی اووز سمیت حکومت کا اور ان کے ساتھ ہی تمام سیاسی، مذہبی، سماجی اور دیگر جماعتوں کیلئے اک راستہ ہے، اک مشعل راہ ہے کہ جہاں وہ اپنے مخصوص مقاصد کیلئے سرگرم عمل ہیں وہیں پہ معاشرے میں تعلیم میدان میں آگے بڑھنے اور عوام میں شعور اجاگر کرنے کیلئے اس طرح کی تحریک از خد ضروری ہے۔ تعلیم ہوگی، تعلیم بڑھیگی تو معاشرہ بحثیت مجموعی اک پڑھا لکھا معاشرہ بنے گا اور اس کے نتیجے میں عوام مثبت فیصلے کرسکیں گے۔ اس تحریک کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک جملہ جو کہیں پڑھا تھا اور اسے متعدد بار سنا بھی اس کے ذریعے اس تحریر کو اختتام دونگا۔ وہ جملہ یہ ہے کہ جو پڑھے گا وہ بڑھے گا۔۔۔۔

دنیا کی مظلوم ترین قوم مسلمان کیوں؟

عنایت کا بلگرامی

مشرق سے لیکر مغرب تک شمال سے لیکر جنوب تک اس وقت دنیا کی مظلوم ترین قوم مسلمان ہیں، یا یوں کہوں کے بنی ہوئی ہے تو غلط نہیں ہونگا۔ ایک وہ وقت بھی تھا جب پورے دنیا پر راج کرنے والے مسلمان ہوا کرتے تھے، ہر طرف امن وسکون تھا، مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی محفوظ تھے۔ لیکن آج دنیا میں سب سے زیادہ غیر محفوظ قوم ہی مسلمان ہیں، ہر طرف بکھری ہوئی لاشیں مسلمانوں کی ہی نظر آئیگی۔ میں شام کی صورتحال پر رووں یا برما کے فلسطین کو جلتا دیکھوں یا چیچنیا کو کشمیر پر ماتم کروں یا افغانستان پر، مجھے اس وقت دنیا کا کوئی حصہ ایسا نہیں نظر آ رہا ہے جہاں مسلمان محفوظ ہو۔ کہیں پر اپنے ہی دشمن بنے ہوئے ہیں، تو کہیں پر غیروں نے جینا حرام کیا ہوا ہیں۔

گزشتہ روز کشمیر میں ہندوستانی قابض فوج نے بے گناہ کشمیری مظاہرین پر فائرنگ شروع کردی جس ایک ہی روز میں دو مختلف واقعات پیش آئے اور سترہ (17) بے گناہ مسلمان شہید ہوگئے۔ جس ایک دن بعد افغانستان کے صوبے قندوز میں ایک مدرسے میں جہاں پر ختم القرآن کی تقرب چل رہی تھی، چھوٹے ومعصوم بچوں کی دستار بندی ہو رہی تھی، کہ اچانک امریکی جیٹ طیاروں نے وحشیانہ بمباری شروع کردی، جس سے ڈیڑھ سو(150) سے زائد بے گناہ مسلمان شہید ہوگئے، جس میں چھوٹے چھوٹے بچے بھی شامل تھے۔ دنوں جگاں پر زخمیوں کی تعداد بھی سینکڑوں میں ہیں۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل کی ایک رپورٹ کے مطابق 1989ء سے لیکر فروری 2018ء تک قابض ہندوستانی فوج کے ہاتھو پچانوے ہزار(95000)بے گناہ کشمیری مسلمان جاں بحق ہوئیں۔ اس کے ساتھ مقبوضہ کشمیر کے مختلف علاقوں میں سات ہزار (7000) ایسی گمنام قبریں بھی دریافت کی گئی ہیں، جس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ بے گناہ نوجوان جو کئی برسوں سے غائب ہیں، یہ ان کی قبریں ہو؟ قابض ہندوستانی فوج جیلوں میں قید بے گناہ کشمیروں پر ظلم وتشدد کی انتہا کردی، قابض فوج کے تشدد سے کثیر تعداد میں کشمیری شہید ہوئیں۔ ایمنسٹی کی رپورٹ میں ان شہیدوں کی تعداد سات ہزار(7000) سے بھی زیادہ بتائی گئی ہیں۔

ایسی طرح افغانستان میں بھی قابض امریکی فوج کے ہاتھوں گزشتہ سولہ سالوں (16) سے ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد بے گناہ افغانی مسلمان شہید ہوئیں اور اس سے کئی گناہ زیادہ زخمی بھی ہوئیں، جن میں زیادہ طر اپاہج ہوگئے ہیں۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ ان تمام قتل عام پر سب خاموش ہیں، کشمیر میں ہونے والے مظالم پر تو پاکستان کی حکومت چلاتی بھی ہے، مگر افغانستان سمیت دیگر ملکوں میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پر ان کو اور پورے عالم اسلام کو جیسے سانپ سونگ جاتا ہیں۔

افغانستان ہو یا کشمیر، شام ہو یا برما، فلسطین ہو یا دنیا کا کوئی بھی حصہ جہاں بھی مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہیں، ان مظالم کی جتنی ذمہ داری دشمنان اسلام و مسلمان کی ہیں، اس سے کئی زیادہ ان مظالم کا ذمہ دار مسلمان اور ان کے حکمران ہیں۔ اگر یہ درست ہوجائے اور ایک دوسرے کے درد وتکلیف میں ساتھ دیں تو کیا مجال کسی دشمن کا کہ وہ مسلمانوں کی طرف میلی آنکھ سے بھی دیکھ سکے۔ گزشتہ روز سوشل میڈیا پر پاکستان کے وزیراعظم جناب شاہد خاقان عباسی صاحب کے ساتھ امریکی ائرپورٹ پر جو واقعہ پیش آیا، قابل مذمت ہے، مگر اس میں ان کی اور ان کی حکومت کی غلطی بھی شامل ہیں۔

برازیل کے ایک سینیٹر نے اپنے اسمبلی میں ایک بل پیش کیا جس میں کہا کہ امریکا جانے والے برازیلین کی ائرپورٹ میں شدید توہین کی جاتی ہے، ان کو تلاشی کے بہانے برحانہ کیا جاتا ہے، اس پر برازیل حکومت نے ایک قانون پاس کیا، جس کے بعد کوئی بھی امریکی اگر برازیل آتا تو اس کو اسی قسم کی چیکنگ سے گزرنا پڑتا، جس سے امریکا میں برازیلین کو گزارا جاتا تھا، یہ دیکھ کر امریکا نے احتجاج کیا اور دھمکی بھی دی، مگر برازیل حکومت ٹس سے مس نہیں ہوئی، جس کے بعد امریکا کو برازیل حکومت سے معافی بھی مانگنی پڑی اور برازیل کے شہریوں کے لئے چیکنگ پالیسی بھی نرم کرنی پڑی۔

قارئین! درجہ بالا واقعات لکھنے کا مقصد صرف اتنا ہی ہے کہ اگر ہماری حکومت چاپلوسیاں ختم کریں تو ایسی ذلالت سے محفوظ رہ سکتی ہیں، برازیل جیسے ملک نے امریکا کو گھٹنے ٹھیک نے پر مجبور کیا، تو عالم اسلام جس کے 56 ممالک ہیں، ایک سو پچیس کروڑ آبادی ہیں پچاس لاکھ سے زائد فوج ایک ملک ایٹمی طاقت، وہ کیوں ان کفار کو گھٹنے ٹھیک نے پر مجبور نہیں کرسکتیں۔

ہاں تک مجھے سمجھ آ رہی ہیں آج ہر شخص کو صرف دولت کی حواس لگی ہوئی ہے۔ چاہیں وہ حکمران ہو یا رعایا سب کو صرف دولت و دنیا کے عیش آرام نے محدود کردیا ہے۔ ہر شخص اس سوچ میں ہے کہ میں محفوظ باقی سب کی خیر، (جیسے کہتے ہیں کہ ''اپنا کام بنتا باڑ میں جائے جنتا'') مگر ہم سب یہ بھول گئے کہ ''موت'' پھر بھی آنی ہے۔ آج ہم نے اللہ کی رسی کو چھوڑ کر دنیا کی جانب دوڑ لگادی ہیں، جبکہ دنیا نے ہماری طرف پیٹھ کرکے دوسری جانب دوڑ لگادی ہے۔

آج جو افغانستان وکشمیر میں ہوا، یہ کوئی پہلی مرتبہ نہیں ہوا اس سے قبل اس سے بھی زیادہ درناک مناظر دیکھے گئے ہیں، کہ اب مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پر آنکھیں آنسو بھی نہیں بہاتی کیوں کے آنسو ہی ختم ہوگئے، روز بروز سانحات دیکھ دیکھ کر۔ کبھی فلسطین میں مسلمانوں کا استحصال وہ قتل عام کیا جاتا ہیں، تو کبھی شام میں فاسفور بموں سے مسلمانوں کو ہڈیوں سمیت راکھ بنادیا جاتا ہیں، جب کہ برما کی صورتحال بھی سب کے سامنے ہے۔ جس طرح ملالہ پر ہونے والے حملے کو دنیا تعلیم پر حملہ قرار دے رہی تھی۔ اب افغانستان کے طلبہ پر ہونے والے حملے میں دورخی کیوں؟ افغانستان میں ہونے والی بمباریوں سے شہید ہونے والے بچے بھی علم حاصل کرنے گئے تھے، مگر وہ علم اخرت کے لئے تھا اس لئے سب خاموش ہیں۔

یاد رکھیں آج جو قتل عام مسلمانوں کا ہو رہا ہیں اس میں کسی نا کسی طرح ہم بھی شامل ہیں، آپ چاہیئے جو بھی سمجھے کہیں نہ کہیں ''اس قتل عام کے ذمہ دار ہم بھی ہیں'' ذرا سوچیئے!

افغانستان میں بھی قابض امریکی فوج کے ہاتھوں گزشتہ سولہ سالوں (16) سے ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد بے گناہ افغانی مسلمان شہید ہوئیں اور اس سے کئی گناہ زیادہ زخمی بھی ہوئیں، جن میں زیادہ طر اپاہج ہوگئے ہیں۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ ان تمام قتل عام پر سب خاموش ہیں، کشمیر میں ہونے والے مظالم پر تو پاکستان کی حکومت چلاتی بھی ہے، مگر افغانستان سمیت دیگر ملکوں میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پر ان کو اور پورے عالم اسلام کو جیسے سانپ سونگ جاتا ہیں۔

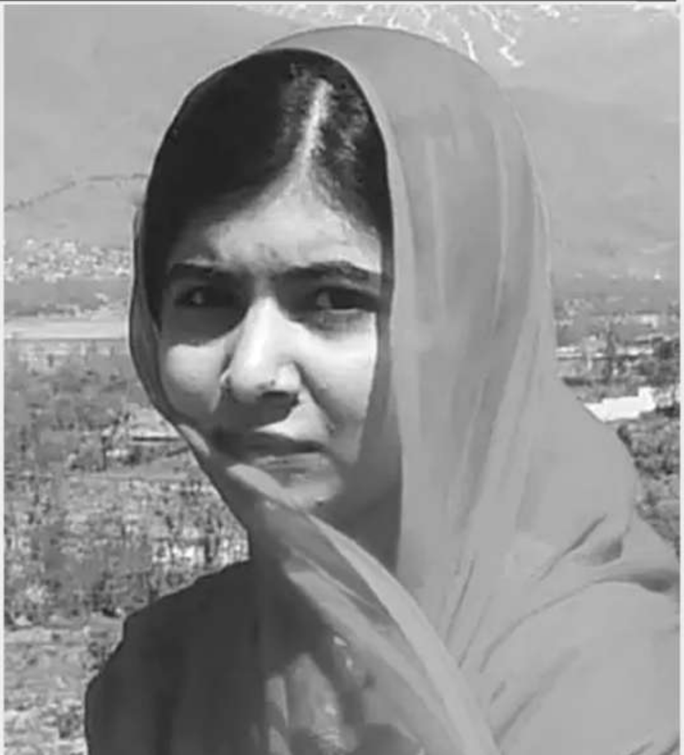

ملالہ پر فتوے نہ لگائیے، خود کو ٹھیک کر لیجیے

طاہر فاروق طاہر

ملالہ یوسف زئی کے پانچ سال بعد پاکستان واپس آنے پر میڈیا اور سوشل میڈیا پر مختلف قسم کے تاثرات دیکھنے اور سننے کو مل رہے ہیں۔ ملالہ کو کہیں پر قوم کی بیٹی کہا جا رہا ہے اور کہیں پر قوم کی دشمن کے نام سے یاد کیا جا رہا ہے۔ کچھ لوگ انتہا پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ملالہ کو اسلام دشمن بھی قرار دے رہے ہیں۔

جہاں پاکستان میں بہت سے لوگ اس کے حق میں نظر آ رہے ہیں وہاں بہت سے لوگ ملالہ کے خلاف کھڑے ہوئے بھی دکھائی دے رہے ہیں۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ پاکستان کی تمام ہائی کمانڈ نے ملالہ یوسف زئی کا بڑی خوش دلی سے استقبال کیا ہے کیونکہ وہ ہمارے ملک کی بیٹی ہے۔

میری اپنے ملک کی تمام ہائی کمانڈ سے گزارش ہے کہ میرا ملک ذہین اور تندرست نوجوان نسل کا ملک ہے۔ یہاں پر ایسے ایسے ہیرے پائے جاتے ہیں جن کو تلاش کرتے ہوئے دوسرے ملکوں کے لوگ آ کر اٹھا لے جاتے ہیں۔ میری قوم اور میرے ملک کی ہائی کمانڈ یہ اس وقت نہیں سوچتی جب کسی ہیرے کو بغیر کسی قیمت دوسرے ملکوں کے لوگ اٹھا کر لے جاتے ہیں اور وہ اس کو اپنی مرضی کے مطابق تیار کرتے ہیں۔ جب وہی بچہ کامیابی کی منزلیں سر کرتا چلا جاتا ہے تو اس وقت ہم اس کے ساتھ لگا دیتے ہیں ''پاکستانی نژاد'' تا کہ ہمارا سر بھی تھوڑا سا فخر سے بلند ہو جائے جبکہ بات شرمندگی کی ہوتی ہے۔

میرے پاس علم غیب نہیں اور نہ ہی کوئی میرے پاس ایسا آلہ ہے جس سے میں یہ اپنی قوم کو بتا سکوں کہ ملالہ یوسف زئی کے مقاصد کیا ہیں اور وہ آنے والے وقت میں پاکستان میں کیا کرنے والی ہے۔ میں خود ایک ایسا بے بس انسان ہوں جسے نہیں معلوم کہ میں جو سانس لے رہا ہوں وہ بھی مکمل کر پاؤں گا کہ نہیں۔ میں کسی کے بارے میں کیا پیش گوئی کروں۔

البتہ مسلمان ہونے کے ناطے ایک بات ہے، جو کسی کے بارے میں اچھا سوچتے ہیں ان کے ساتھ ہمیشہ اچھا ہی ہوتا ہے۔ اسلام نے ہمیشہ بہتان تراشی سے روکا ہے اور ہمیشہ دوسروں کے بارے میں اچھا گمان رکھنے کی تعلیم دی ہے جو ہم مکمل طور پر بھول چکے ہیں اور خود کو سب سے زیادہ عالم، ذہین اور نیک سمجھتے ہیں جبکہ دوسرے کو حقیر، کمتر اور کند ذہن خیال کرتے ہیں۔

جب کسی کا اپنا دل کرے تو کسی ایسے مشہور غیر مسلم کی تصویر لگا کر یہ بات مشہور کر دیتے ہیں کہ اس نے اسلام قبول کر لیا ہے، جب کہ اس غیر مسلم

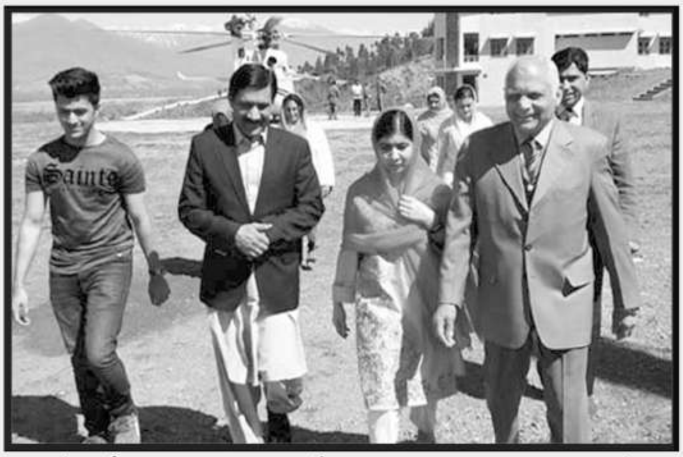

کو معلوم نہیں ہوتا کہ اسلام ہے کیا؟ جب ہم فتوے لگانے پر آتے ہیں تو بڑے بڑے عالموں کو بھی کافر قرار دے دیتے ہیں اور اپنے گریبان کی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے کہ ہم کیا ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو یہ ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔ اللہ ہم کو اس فتنے سے محفوظ رکھے (آمین)۔

اب تھوڑا سا تاریخ کے اوراق پلٹتے ہیں۔ قائداعظم محمد علی جناح نے جب مسلمانوں کے حق میں آواز بلند کی تو ہندوستان میں بہت سی ایسی آوازیں اٹھنا شروع ہو گئیں کہ قائداعظم مسلمان نہیں بلکہ انگریزوں کا ایک مہرہ ہے جو ان کے ہاتھوں استعمال ہو رہا ہے۔ محمد علی جناح؟ نے ساری زندگی برطانیہ میں گزاری ہے، انہیں اسلام کا کیا پتا اور یہ مسلمانوں کو الگ ملک کیسے حاصل کر کے دیں گے۔ مگر وقت نے ثابت کیا کہ کون سچا تھا۔ قائداعظم نے وہ کر دکھایا جو کسی کی سوچ بھی نہ تھی۔ فتوے لگانے والے منہ دیکھتے ہی رہ گئے۔

جب بھٹو صاحب نے سیاست کا آغاز کیا تو بھٹو صاحب کے خلاف بہت سی عجیب و غریب باتیں سننے کو ملیں جو تاریخ کا حصہ ہیں۔ کبھی ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو انڈین نواز کہا گیا تو کبھی ایران کے ساتھ ملایا گیا، کبھی ان کے کردار کو مسخ کیا گیا مگر جب وقت آیا تو وہ ذوالفقار علی بھٹو صاحب ہی تھے جنہوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ دنیا کی سپر پاور امریکا کو بتایا کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کا وزیراعظم ہوں، جو بات کرنی ہے وہ ہمارے اصولوں پر کی جائے گی۔

ہمارے ملک میں جتنے بھی لیڈر آئے، سب کے سب باہر سے ہی تیار ہو کر آئے۔ جب محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ پاکستان تشریف لائیں تو انہیں اردو تک بولنا نہیں آتی تھی۔ ایک جلسے میں محترمہ تقریر کر رہی تھیں تو اذان ہونے لگی۔ وہ مسلمان جو بعد میں محترمہ کے ان الفاظ پر فتوے لگاتے ہوئے نظر آئے جو اذان کے وقت شور کر رہے تھے کہ محترمہ نے (اپنے علم اور سوچ کے مطابق اذان کے تقدس کا خیال رکھتے ہوئے) لوگوں کو خاموش کرنے کیلیے کہا کہ اذان بج رہا ہے۔ آپ خاموش ہو جائیے۔

مگر وقت نے ثابت کیا کہ محترمہ ایک محبِ وطن مسلمان خاتون تھی اور فتوے لگانے والے آخر کار محترمہ کے پیچھے کھڑے ہوئے نظر آئے۔

آج کے لیڈروں پر نظر ڈالی جائے تو کونسا ایسا لیڈر ہے جو باہر سے پڑھ کر نہیں آیا۔ عمران خان کی تعلیم

بھی باہر کی ہے اور خان صاحب کے بارے میں لوگوں کے فتوے بھی پورے پاکستان کے سامنے ہیں۔ اب بلاول بھٹو زرداری صاحب کو ہی دیکھ لیجیے۔ بچپن سے لے کر محترمہ کی شہادت تک بلال بھٹو صاحب پاکستان نہیں آئے۔ ان کی ساری تربیت کہاں کی ہے؟ ان کو تو اردو زبان بھی مکمل طور پر نہیں آتی۔ یہ بات کونسا پاکستانی نہیں جانتا۔ اب اگر شریف فیملی کے بچوں کو دیکھا جائے تو وہ کہاں رہ رہے ہیں اور کہاں سے انہوں نے تعلیم حاصل کی ہے۔ جب میاں صاحب کو مقدمات کا سامنا

> جب بھٹو صاحب نے سیاست کا آغاز کیا تو بھٹو صاحب کے خلاف بہت سی عجیب و غریب باتیں سننے کو ملیں جو تاریخ کا حصہ ہیں۔ کبھی ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو انڈین نواز کہا گیا تو کبھی ایران کے ساتھ ملایا گیا، کبھی ان کے کردار کو مسخ کیا گیا مگر جب وقت آیا تو وہ ذوالفقار علی بھٹو صاحب ہی تھے جنہوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ دنیا کی سپر پاور امریکا کو بتایا کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کا وزیراعظم ہوں، جو بات کرنی ہے وہ ہمارے اصولوں پر کی جائے گی۔

کرنا پڑا تو میاں صاحب کے بچوں کو پاکستان کی سر زمین پر دیکھنا نصیب ہوا۔ یہ ساری صورت حال دیکھ کر ہم کس کو محبِ وطن اور سچا مسلمان قرار دے سکتے ہیں؟

میری ان فتوے دینے والوں سے گزارش ہے کہ اگر ہم سب اپنے آپ کو ٹھیک کر لیں تو ان شاء اللہ پاکستان کے تمام افراد خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے۔

آج اگر ملالہ یوسف زئی آکسفورڈ میں تعلیم حاصل کر رہی ہے تو اس میں پریشان ہونے والی کون سی بات ہے؟ قدرت اس بچی سے کیا کام لینا چاہتی ہے، یہ سب میری سوچ سے بالاتر ہے مگر ایک بات حق ہے۔ وہ یہ کہ ملالہ یوسف زئی کا آئی کیو لیول عام بچوں سے بہت زیادہ ہائی ہے۔

بعض لوگوں کی سوچ ہے کہ ملالہ کو تیار کیا جا رہا ہے۔ چلیے یہ بات بھی مان لیتے ہیں کہ ملالہ کو تیار کیا جا رہا ہے۔ تیار بھی وہی ہوتا ہے جس میں کوئی کوالٹی ہوتی ہے، ورنہ ایک کلاس میں ایک ساتھ پڑھنے والے بہت سے طالب علم ہوتے ہیں مگر کچھ ہوتے ہیں وہ لیکچر لیتے ہی سب کچھ یاد کر لیتے ہیں اور کچھ ہوتے ہیں کہ رٹہ لگانے کے باوجود بھی کچھ یاد نہیں کر پاتے۔

ہمارے سیاستدان اور لیڈران جو بچپن سے تیار ہوتے ہوئے آ رہے ہیں، آج بھی جب یہ سیاستدان اور لیڈران تقریر یا انٹرویو دینے لگتے ہیں تو میں، میں، میں کرتے اور ہکلاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ نوبل پرائز اور مختلف ایوارڈز لیتے ہوئے ملالہ کی تقریروں، یورپ اور امریکا کے مختلف ٹی وی چینلز پر انٹرویوز نے ثابت کر دیا ہے کہ ملالہ کوئی عام بچی نہیں۔ اس کے بولنے کا اعتماد بہت زیادہ اور ملالہ کا ہر سوال کا جواب دینا، انگلش، اردو، پشتو کے ساتھ ساتھ اس عمر میں مختلف زبانوں پر عبور حاصل کرنا کوئی عام بات نہیں۔

باقی رہی بات اس کے مسلمان ہونے کی، تو یہ معاملہ رحیم و کریم اللہ اور ملالہ کا ہے۔ اگر ملالہ کسی فتنے کے طور پر سامنے آتی ہے تو پھر بھی قانونی طور پر وہ سزا کی حقدار ہے۔ اگر ملالہ پر امن اور قانون کے مطابق ہے تو پھر اس پر کسی قسم کے بہتان کی کوئی گنجائش نہیں، نہ اسلام میں اور نہ ہی کسی اور قانون میں۔ ہمیں اپنے ایمان کو بچانے کی کوشش کرنی چاہیے اور دوسروں پر انگلیاں اٹھانے کے بجائے اپنے اندر ایمان کی حرارت کو تلاش کرنا چاہیے۔

موبائل کے معاشرے پر منفی اثرات

تحریر: محمد اسامہ شاہد

موجودہ دور کو 'انفارمیشن ٹیکنالوجی کا دور' کہا جاتا ہے۔ یہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کا ہی کمال ہے کہ آج ساری دنیا آپس میں اتنی مظبوط ہو چکی ہے جو کہ چند

بچے رات کو بہت دیر تک دوستوں کے پیغامات بھیجتے رہتے یا فیس بک یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہتے ہیں۔ اس سے بچوں کی تعلیم اور صحت پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ سڑک پر چلتے ہوئے پیدل افراد اور گاڑی یا موٹر سائیکل چلاتے ہوئے موبائل فون کا استعمال حادثات کی بڑی وجہ بن گیا ہے۔ موبائل فون کے غلط استعمال سے بہت سے معاشرتی مسائل بھی جنم لیتے ہیں۔

سال قبل تک سوچنا بھی محال تھا۔ ایک وقت تھا کہ موبائل نام کی کوئی چیز اس دنیا میں نہیں تھی۔ تب لوگ انتہائی سکون کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ نہ ذہنی کوفت تھی اور نہ ہی سر کا درد تھا۔ آج کل لوگ

ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی دوڑ میں لگے ہوئے ہیں۔ جس قدر وہ تیز بھاگ رہے ہیں اس قدر پریشانیاں بھی بڑھتی جا رہی ہیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ جدید ٹیکنالوجی نے بہت ترقی کر لی ہے۔ اس جدید دور نے گراہم بیل کی ایجاد سے بڑھ کر ایجادات کر ڈالیں ہیں۔ موبائل فون بنایا، پھر اس میں مختلف قسم کے نت نئے پرزے ڈال دیے جس سے انٹرنیٹ چلنے لگا، نیٹ کی رفتار کم تھی تو تھری جی اور فور جی کی نیلامی کا سننے میں آیا اور پھر وہ بھی ہو گئی، موبائل فون دیکھنے میں ایک چھوٹی سی مشین ہے لیکن اس چھوٹی سی مشین نے ہماری زندگیوں کے طور طریقے اور خیالات بدل کر رکھ دیے ہیں۔ اس موبائل کی افادیت تو بہت ہے مگر بات نقصان کی ہو تو اس سے کئی گھر اجڑ چکے ہیں، کئی محلے بربادی کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں، کتنی ہی زندگیاں اس کا کھلواڑ بن کر سسک سسک کر دنیا فانی سے کوچ کر گئی ہیں۔

جہاں انسان نے اتنی ترقی کی ہے کہ اپنے اپنے ملک کو ایٹمی طاقت بنانے میں انتہائی اہم کردار کیا ہے وہیں اس نام نہاد موبائل نے بھی معاشرے کی خرابی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ جو کام ہمارے ٹیلی فون کر رہے تھے وہ کام موبائل بھی کر رہا تھا تاہم اس میں فری کالز اور سستے ترین پیکجوں نے ہمارے نوجوانوں کی ساکھ کو نقصان پہنچایا ہے۔ مگر اب تو پیکجز کی بات ایک ماضی کا حصہ بن چکی ہے یہاں تو سوشل میڈیا کو سمیٹ کر بھی اس موبائل میں ڈال دیا گیا ہے اور اوپر سے تھری جی اور فور جی کے سستے ترین پیکجز کے بعد شاید ہمارے نوجوانوں کا مستقبل کچھ ایسی صورت اختیار کر جائے گا کہ ہمارے والدین کو معلوم تک نہیں ہوگا ان کی اولادیں کیا کر رہی ہیں اور کس دنیا میں ہیں۔ بچے رات کو بہت دیر تک دوستوں کے پیغامات بھیجتے رہتے یا فیس بک یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہتے ہیں۔ اس سے بچوں کی تعلیم اور صحت پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ سڑک پر چلتے ہوئے پیدل افراد اور گاڑی یا موٹر سائیکل چلاتے ہوئے موبائل فون کا استعمال حادثات کی بڑی وجہ بن گیا ہے۔ موبائل فون کے غلط استعمال سے بہت سے معاشرتی مسائل بھی جنم لیتے ہیں۔

موبائل کا ایک زبردست نقصان یہ ہے کہ اس کے ذریعے دوسروں کے گھروں میں جھانکنا، داخل ہونا اور گھر کی خواتین سے راہ رسم بڑھانا اس قدر آسان ہو گیا کہ کسی قسم کی کوئی مشکل باقی نہیں رہی۔ موبائل کو نام نہاد آزادی کی علامت بنایا جا رہا ہے۔ نوجوان لڑکیوں، لڑکوں اور بچوں کے ہاتھ میں موبائل تھما دیئے گئے ہیں جو کہ ذہنی پختگی نہ ہونے کی وجہ سے بڑی آسانی سے گمراہی کی دلدل میں دھنس جاتے ہیں۔ یہاں پر ایک بات زیر غور ہے کہ موبائل کو ایک حد تک اور مکمل پابندی کے ساتھ استعمال کیا جائے تو اس کے فوائد بہت ہیں۔ جب ہم اپنے بچوں پر چیک اینڈ بیلنس کا سلسلہ جاری رکھیں گے تب تک ہمارے بچے اور ہمارا معاشرہ ہمارے لئے شرمندگی کا باعث نہیں بنے گا۔ ورنہ کتنے ہی ایسے بچے ہیں جن کی پیدائش پر والدین افسوس کرتے نظر آتے ہیں۔ کیوں کہ وہ ان کی تربیت پر توجہ نہیں دیتے جس کی وجہ سے ان کو وہ دن دیکھنے کو ملتا ہے۔ اللہ ہمیں ایسے دن دیکھنے سے محفوظ رکھے۔ آمین

کانوکارپس (پودا) خطرناک کیوں ہے؟

حفیظ خٹک

4.1 شہر قائد میں قریباً ہر جگہ، مرکزی شاہراہیں، تفریحی پارک، رہائشی منصوبے زیر تعمیر و تعمیر شدہ الغرض ہر جگہ ایک پودا کانوکارپس ہی نظر آتا ہے۔ بظاہر گھنا، سایہ دار، پانی کی عدم دستیابی کے باوجود اور بغیر پرندوں کے گھونسلوں و آماجگاہ کے بھی یہ پودا آب و تاب سے نظر آتا ہے اور شہریوں کی بے بسی و بے کسی پہ اپنی ہریالی کے ساتھ مسکرا رہا ہوتا ہے۔ شعبہ باغات ہو یا شعبہ ماحولیات، ان کے وزیر و مشیر سمیت دیگر عہدیداران بھی اس پودے کے سبب مسرور دکھائی دیتے ہیں۔ بغیر بیج کے بھی اگنے والے اس پودے کو کسی بڑے وزیر و وزیر اعظم کے سامنے دیکھانے کیلئے کسی بڑے

بغیر بیج کے بھی اگنے والے اس پودے کو کسی بڑے وزیر و وزیر اعظم کے سامنے دیکھانے کیلئے کسی بڑے کانوکارپس کی بڑی شاخوں کو کاٹ کر زمین میں گھاڑ کر اگتا ہوا دیکھائی دینا اور اس پر بھی اپنا سر فخر سے اور اونچا کر دینا معمولات عام بن گئے ہیں۔ حد تو ہے کہ اب سیاسی، مذہبی، ساجی جماعتوں سمیت ماحولیات سے پیار کرنے والے بھی جانے انجانے میں اس پودے کو لگانے کی مہمات کم ترین معاوضوں سے شروع کر دیتے ہیں اور اس میں ذرائع ابلاغ ان کا بھرپور ساتھ دیتے ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ماحولیاتی آلودگی سے بچنے کیلئے یہ پودا کس قدر ضروری ہے۔۔۔۔

کانوکارپس کی بڑی شاخوں کو کاٹ کر زمین میں گھاڑ کر اگتا ہوا دیکھائی دینا اور اس پر بھی اپنا سر فخر سے اور اونچا کر دینا معمولات عام بن گئے ہیں۔ حد تو ہے کہ اب سیاسی، مذہبی، ساجی جماعتوں سمیت ماحولیات سے پیار کرنے والے بھی جانے، انجانے میں اس پودے کو لگانے کی مہمات کم ترین معاوضوں سے شروع کر دیتے ہیں اور اس میں ذرائع ابلاغ ان کا بھرپور ساتھ دیتے ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ماحولیاتی آلودگی سے بچنے کیلئے یہ پودا کس قدر ضروری ہے۔۔۔۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ کانوکارپس، MISFIT ہے اور ہر طرح سے یہ مس فٹ ہے۔ یہ سمجھنے اور سمجھانے کی از حد ضرورت ہے اور اس کے بعد اس پودے کو ایک جانب رکھ کر حقیقی انداز میں ماحول کو سرسبز بنانے اور بچانے کیلئے اس پودے کے نعم البدل کو لگانے اور اس کے گن گانے کی اور گاتے رہنے کی شدید ضرورت ہے۔ نہ کوئی جانور اس پودے کو کھاتا ہے اور نہ ہی کوئی پرندہ اس میں آکر بیٹھنے کو ترجیح دیتا ہے لہذا اس سبب اس میں گھونسلہ بنانے کا معاملہ تو سرد خانے کی ہی زینت بن جاتا ہے۔ پانی ہاں واقعی پانی کی کمی کے باعث یہ ہوا میں نمی کے ذریعے اپنی ضروریات پوری کرتا ہے اور اسی انداز میں یہ بڑھتا ہے۔ یہ پودا کانوکرپس اپنی خوشی میں اس وقت اور بھی اضافہ کرتا ہے کہ جب اس کے کولن سے سانس کی بیماریاں پھیلتی ہیں اور مریض ڈاکٹروں سے رجوع کرتے ہیں۔ اس کے باوجود شہر قائد کا ہی نہیں اس ملک کا ہر شہری کیا کرئے اور سب کی زبان پہ بس ایک سوال ہو کہ ہم کو بتائیں ہم کیا کریں؟

شہری، اپنے گھروں کے ساتھ محلے میں کم خرچ کو ہی رکھتے ہوئے اس پودے کو خریدتے ہیں اور ان کی افزائش کرتے ہیں۔ سایہ جلد بڑھنے والا یہ پودا کم پانی ہونے کے باوجود بھی سایہ دار درخت بن جاتا ہے۔ شہر کے ہی مختلف علاقوں میں سڑکوں کے کنارے پودوں اور پھولوں کی نرسریاں قائم ہیں۔ جہاں یہ پودا وافر مقدار میں دستیاب ہوتا ہے۔ ان نرسریوں کے مالکان کا بھی یہی کہنا ہے کہ پودے کو جانور کم کھاتے ہیں اور پانی بھی اسے کم ہی چاہئے ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود لوگ آتے ہیں اور اپنی محدود معلومات کے باعث اس پودے کو خرید کر چلے جاتے ہیں۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ مذکورہ پودے کی فروخت دیگر کی بنسبت زیادہ ہے۔ اس پودے کو نہ بیچنے کے سوال پر ان کا کہنا تھا کہ ہمیں کاروبار کرنا ہے اور جس پودے میں منافع زیادہ ہوتا ہے اسے ہی ترجیح دی جاتی 4 ہے۔

یونیورسٹی روڈ سمیت شہر کی متعدد مصروف ترین سڑکوں پہ یہی پودا نظر آتا ہے۔ سیاسی، سماجی و دیگر جماعتوں کے رہنما و کارکنان بھی اسی پودے کو ہی اپنی مہمات کی زینت بناتے ہیں۔ جامعہ کراچی تک میں اس پودے کی کثیر تعداد موجود ہے۔ اکثر مقامات پر تو سڑکوں کے دونوں جانب یہی پود اہونے کے ساتھ درمیان میں جگہ پر بھی یہی پودا نصب ہوتا ہے۔ کانوکارپس نام کا یہ پودا مس فٹ ہونے کے باوجود مکمل فٹنس کے ساتھ موجود ہے لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اس مس فٹ پودے کی خرید و فرخت ختم کرنے کے ساتھ شہر قائد میں اس کی مزید آبادکاری سے بھی پرہیز کیا جائے اور موجود پودوں کی بھی ختم کرنے کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ شجر کاری کی مہمات میں اگر پودوں کی شجر کاری ہوسکتی ہے تو ماحول کو صاف و شفاف رکھنے کیلئے پودوں کے خاتمے اور ایسے پودوں کے خاتمے کی بھی مہمات ہوسکتی ہیں...